مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

اہلحدیث

لاہور

مسلک اہلحدیث کا داعی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن: اللہ نزل احسن الحدیث

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

جلد: 46

۲۱ تا ۲۷ شوال ۱۴۳۶ھ 7 تا 13 اگست 2015ء

شمارہ: 30

بھارت کشمیر پر مظالم کی تو بات کیلئے بڑا چیمپئن ہے!

گورداسپور حملہ

کالا باغ ڈیم

ملکی معیشت وزراعت کے لیے ناگزیر!

علم تفسیر قرآن کریم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد زریں میں!

سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی سیرت کے چند گوشے!

- حیوانات کے خوبصورت مجسمے.....؟!
- میت کو دوسرے شہر میں دفن کرنا.....؟!
- جنازے میں صفوں کا طاق ہونا.....؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

نیکیوں کی حفاظت

ارشادِ باری ہے: ﴿اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النساء)

''یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا کیا ہے۔''

خلق یا اخلاق انسان کی اندرونی حالت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان کے اعضاء سے اعمال کا صدور ہوتا ہے اگر اس اندرونی کیفیت کو ضبط میں رکھا جائے اور اسے بے جا خواہشات اور لامحدود تمناؤں کی بھینٹ نہ چڑھنے دیا جائے تو پھر انسانی اعضاء سے اچھے اور اعمال فاضلہ کا صدور ہوتا ہے لیکن اگر یہی حالت بدل جائے تو انسانی جسم اخلاق رذیلہ کا عادی ہو جاتا ہے۔

مذکورہ آیت میں اخلاق رذیلہ میں سے ایک عمل بد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان دوسروں کی نعمتوں پر فرحت اور شادمانی اور اسے اپنے لیے اللہ سے مانگنے کی بجائے اس بات پر کڑھتا ہے کہ یہ نعمت میرے پاس کیوں نہیں؟ اور پھر اسی کوشش میں اپنی صلاحیتیں گنوانا شروع کر دیتا ہے کہ کیسے منعم علیہ سے اس نعمت کو دور کیا جائے انسان کی اس سوچ اور کیفیت کو حسد کہا جاتا ہے اور اس کیفیت سے بچنے کی قرآن وسنت میں تاکید کی گئی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.]

''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ ہی حسد کرو اور ایک دوسرے سے پیٹھ بھی نہ پھیرو اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

حسد کی بیماری انسان کی نیکیوں اور اعمال صالح کو ضائع کرنے کا باعث بنتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے فرمان سے واضح ہے:

[إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ.] (سنن ابي داؤد)

''اپنا دامن حسد سے بچائے رکھنا کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو ختم کر دیتی ہے۔''

جبکہ اس کے برعکس خلق حسن کا مالک اپنے بھائی کی خوشی پر نا صرف خوش ہوتا ہے بلکہ اس کی خوشی کے لیے اپنی خوشی اور ضرورت کی قربانی کا جذبہ بھی رکھتا ہے اسے ایثار کہا جاتا ہے اور اس عادت کی تحسین فرماتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الحشر)

''بلکہ خود پر انہیں (مسلمان بھائی کو) ترجیح دیتے ہیں چاہے (اس چیز کی) سخت حاجت ہی کیوں نہ ہو (بات یہ ہے کہ) جو شخص نفس کی تنگی سے بچا لیا گیا وہی بامراد ہے۔''

رمضان میں کی گئی نیکیوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اس عادت بد (حسد) سے بچتے ہوئے اپنے اندر قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا کریں۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

اللہ کی نافرمانی کی سزا

[عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ". ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝﴾] (رواه أحمد)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کی نافرمانیوں کے باوجود اس کی پسندیدہ چیزیں مسلسل دیئے جا رہا ہے تو (سمجھ لیں) کہ وہ مہلت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''جب وہ اس بات کو بھول گئے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ جب وہ شادمانی میں تھے اس بنا پر جو انہیں دیا گیا' ہم نے انہیں یکدم پکڑ لیا پھر اس وقت وہ بالکل ناامید تھے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مختلف طریقے سے آزمائش کرتا ہے' کسی کو مال و دولت میں فراخی دے کر اور کسی کو تنگی دے کر، یہ اس کا نظام ہے جسے وہ خود ہی جانتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک نیک انسان کسی نہ کسی پریشانی میں گھرا رہتا ہے اور ایک بدقماش' خدا کا باغی، ناز و نعمت میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں سے خوش ہے اور اپنے نیک بندوں سے ناراض ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ وہ لوگوں کے کفر کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔ نافرمانوں کو دنیاوی نعمتیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تدریجاً جہنم کی طرف لے جا رہا ہے۔ نافرمانوں کو مہلت دینے کا مطلب ان کو اصلاح کے مواقع فراہم کرنا ہے، کبھی کوئی مشکل آئی اور پھر آسائش دے دی۔ اگر تو وہ سمجھ لے اور اپنی اصلاح کر لے تو وہ عذاب سے بچ جائے گا لیکن اگر اس نے خوشحالی کو اللہ کی نافرمانی میں گزارا تو اللہ تعالیٰ انہیں اچانک پکڑ لے گا پھر توبہ کی مہلت بھی نہیں ملے گی۔ اللہ ان لوگوں کی نافرمانی پر خوش نہیں ہوتا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ کو دنیا مچھر کے برابر بھی پسند ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔'' جو نعمتیں نافرمان بندوں کو مل رہی ہیں وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکی کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دیئے جا رہا ہے ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

قرآن پاک کی آیت اس کی مزید وضاحت کر رہی ہے کہ کفار کو دی جانے والی نعمتیں ان کے لئے آہستہ آہستہ جہنم کا راستہ ہموار کر رہی ہیں اس لئے کہ وہ بھول چکے ہیں کہ ایک دن حساب کا بھی آنے والا ہے۔

کالاباغ ڈیم.....ضرور بننا چاہیے!

اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پانی سے زندگی بخشی ہے۔ فضاؤں میں تیرتے پرند، جنگلوں میں بسیرا کیے چرند، دریاؤں سمندروں میں اٹھکیلیاں کرتی مچھلیاں اور زمین کی پشت پر آباد نوع انسانی سبھی کی بقاء کا راز پانی میں مضمر ہے گویا پانی حیات ہے۔ زراعت، صنعت و حرفت پانی کی مرہون منت ہیں۔ ماضی میں دوستی و دشمنی اور امن و شانتی کی صورتحال کا انحصار پانی پر رہا۔ پانی جنگوں کا سبب بنتا رہا۔ پانی کی فراوانی نے بہت سی قوموں کو ترقی کی منازل طے کرنے میں مدد فراہم کی۔ سیدہ ہاجرہؑ پانی کے لیے کبھی صفا اور کبھی مروہ کی طرف جاتیں تو رب ذوالجلال نے اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کے نیچے سے آب زم زم جاری کر دیا۔

ہمیشہ کی طرح پانی آج بھی اتنا ہی اہم ہے۔ جہاں پانی نہیں وہاں زندگی دم توڑ دیتی ہے۔ قومیں صحراؤں کے غبار میں گم اور بنجر زمین کی خشک تہوں میں فنا ہو کر گمنام ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے آج دنیا کا ہر ملک پانی کے ذخائر کو محفوظ بنانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ بھارت اس حوالے سے سب سے آگے ہے۔ اس کے تمام پڑوسی اس کی آبی جارحیت سے پریشان ہیں۔ پاکستان اس کی جارحیت کا خصوصی نشانہ ہے کیونکہ اس نے کبھی پاکستان کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کی تقسیم پر اختلافات تقسیم ہند کے ساتھ ہی شروع ہو گئے تھے۔ باؤنڈری کمیشن نے فیروز پور کے علاقے کو پاکستان میں شامل کرنے کا اعلان کیا تھا، اس علاقے میں مادھوپور اور فیروز پور ہیڈ ورکس موجود تھے۔ ان سے پاکستان کا وسیع علاقہ سیراب ہوتا تھا۔ برہمن نے کمیشن کے ارکان سے سازباز کر کے فیروز پور کو ہندوستان میں شامل کرا دیا جبکہ گورداس پور کو دے کر ہندوستان کو جموں و کشمیر کا زمینی راستہ دے دیا گیا۔ دریاؤں کا منبع کشمیر ہے۔ انڈیا نے ایک وار سے پاکستان کی شہہ رگ کاٹ دی۔ بھارت مادھوپور ہیڈ ورکس کے ذریعے دریائے راوی و ستلج سے سیراب ہونے والے جنوبی پنجاب کے پانی جبکہ کشمیر پر ناجائز قبضے کے ذریعے سندھ، چناب اور جہلم کے پانی کو کنٹرول کرنے کی پوزیشن میں آ گیا۔ بھارت نے ہر موقع پر اس مجبوری کا خوب فائدہ اٹھایا اور ہمیشہ پاکستان کو بلیک میل کرنے کے لیے بندش کا ہتھیار استعمال کیا۔ ۱۹۴۷ء میں جب پانی روکا گیا تو ہائے قوم کے کہنے پر وزیر خزانہ ممتاز دولتانہ اور وزیر مالیات شوکت حیات نے دہلی جا کر مذاکرات کیے اور کروڑوں روپے کی ادائیگی کے بعد بھارت اپنی فطرت کے مطابق فوراً بدل گیا۔ پاکستان کا نہری نظام دنیا کا مربوط اور بہترین نظام ہے جو تین بڑے ڈیمز، ۱۹ بیراج یا ہیڈ ورکس، ۴۴ بڑی تقریباً ۵۷۰۰۰ کلومیٹر لمبی نہروں، ۸۹۰۰۰ لمبی چھوٹی نہروں کے ساتھ ۴۰ ملین ایکڑ سے زیادہ رقبہ کو سیراب کرتا ہے۔ اس وقت حال یہ ہے کہ بھارت کی آبی جارحیت کی وجہ سے ایک کروڑ رقبے پر کھڑی گندم کی فصل پانی کی کمی کا شکار ہے۔ گزشتہ سال بھی چناب اور جہلم کا پانی بھارت کی طرف سے چوری کرنے سے ہمیں ۳۵ فیصد پانی کی کمی کا سامنا رہا۔ اس وقت پنجاب کی ۲۱ بڑی اور ۲۷۰۸ چھوٹی نہریں بند کر دی گئی ہیں جن سے ۲ کروڑ ۵۱ لاکھ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

عالمی قوانین کے تحت پانی کے قدرتی بہاؤ کے مطابق اس کے استعمال کا حق تمام دنیا کے ممالک کو دیا گیا ہے لیکن ہندوستان پاکستان کے پانی پر مسلسل ڈاکہ ڈال رہا ہے اور تمام عالمی قوانین کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔ بھارت نے دفاعی اور سفارتی محاذ پر شکست کے بعد پاکستان کی زمینوں کو بنجر بنانے کے لیے آبی جنگ کا محاذ کھول رکھا ہے۔ اگر بھارت کو ہنگامی بنیادوں پر روکنے کی کوشش نہ کی گئی تو مستقبل قریب میں پنجاب اور سندھ چولستان کا منظر پیش کریں گے اور چند سال بعد پاکستان قحط کا شکار ہو جائے گا۔ تین دریا ایوب خان نے بیچ کر پنجاب کے معنوی حصے کو ختم کیا تھا، اب ہندوستان نے باقی ماندہ دریاؤں چناب، جہلم اور سندھ پر ۶۲ سے زائد ڈیم بنانے کے لیے کام شروع کر رکھا ہے جن میں بڑے چھوٹے ۴۴ ڈیم بن چکے ہیں باقی آئندہ سال تک مکمل ہو جائیں گے۔ کشن گنگا، بگلیہار اور ولر کے بعد آزاد کشمیر سے صرف ۷۰ میل کے فاصلے پر سوال کوٹ کے نام سے چناب پر ڈیم بنا رہا ہے۔ جس میں بگلیہار سے ۱۳ گنا زیادہ پانی جمع کرنے کی گنجائش ہوگی اور 20 ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ اس ڈیم کی اونچائی

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

اس شمارہ میں

درس قرآن و حدیث	1
اداریہ	2
احکام و مسائل	4
اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق.....(خطبہ حرم)	6
معاشی استحکام کے تقاضے	10
علم تفسیر.....عہد صحابہ کرامؓ میں	11
اسلام.....دین اعتدال	14
سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب	18
مجاہد اول.....سردار عبدالقیوم خاں	21
طب و صحت	22
ناظم ذیلی تنظیمات کی اپیل	23
اخبار الجماعت	24

ادارہ سے تعاون کتابت اپیل کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ "اہل حدیث"
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون 042-37720257 فیکس 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک
سالانہ .....500/- روپے
ششماہی .....300/- روپے
بذریعہ وی پی .....535/- روپے
بیرونی ممالک سے .....5500/- روپے
فی پرچہ .....15/- روپے

پبلشر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "السٹر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

کالا باغ ڈیم.....ضرور بننا چاہیے!

اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پانی سے زندگی بخشی ہے۔ فضاؤں میں تیرتے پرند، جنگلوں میں بسیرا کیے چرند، دریاؤں سمندروں میں اٹھکیلیاں کرتی مچھلیاں اور زمین کی پشت پر آباد نوع انسانی سبھی کی بقاء کا راز پانی میں مضمر ہے گویا پانی حیات ہے۔ زراعت، صنعت وحرفت پانی کی مرہون منت ہیں۔ ماضی میں دوستی و دشمنی اور امن و شانتی کی صورتحال کا انحصار پانی پر رہا۔ پانی جنگوں کا سبب بنتا رہا۔ پانی کی فراوانی نے بہت سی قوموں کو ترقی کی منازل طے کرنے میں مدد فراہم کی۔ سیدہ ہاجرہؑ پانی کے لیے کبھی صفا اور کبھی مروہ کی طرف جاتیں تو رب ذوالجلال نے اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کے نیچے سے آب زم زم جاری کر دیا۔

ہمیشہ کی طرح پانی آج بھی اتنا ہی اہم ہے۔ جہاں پانی نہیں وہاں زندگی دم توڑ دیتی ہے۔ قومیں صحراؤں کے غبار میں گم اور بنجر زمین کی خشک تہوں میں فنا ہو کر گمنام ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے آج دنیا کا ہر ملک پانی کے ذخائر کو محفوظ بنانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ بھارت اس حوالے سے سب سے آگے ہے۔ اس کے تمام پڑوسی اس کی آبی جارحیت سے پریشان ہیں۔ پاکستان اس کی جارحیت کا خصوصی نشانہ ہے کیونکہ اس نے کبھی پاکستان کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کی تقسیم پر اختلافات تقسیم ہند کے ساتھ ہی شروع ہو گئے تھے۔ باؤنڈری کمیشن نے فیروزپور کے علاقے کو پاکستان میں شامل کرنے کا اعلان کیا تھا، اس علاقے میں مادھوپور اور فیروزپور ہیڈ ورکس موجود تھے۔ ان سے پاکستان کا وسیع علاقہ سیراب ہوتا تھا۔ برہمن نے کمیشن کے ارکان سے سازباز کر کے فیروزپور کو ہندوستان میں شامل کرا دیا جبکہ گورداس پور کو دے کر ہندوستان کو جموں وکشمیر کا زمینی راستہ دے دیا گیا۔ دریاؤں کا منبع کشمیر ہے۔ انڈیا نے ایک وار سے پاکستان کی شہہ رگ کاٹ دی۔ بھارت مادھوپور ہیڈ ورکس کے ذریعے دریائے راوی وستلج سے سیراب ہونے والے جنوبی پنجاب کے پانی جبکہ کشمیر پر ناجائز قبضے کے ذریعے سندھ، چناب اور جہلم کے پانی کو کنٹرول کرنے کی پوزیشن میں آ گیا۔ بھارت نے ہر موقع پر اس مجبوری کا خوب فائدہ اٹھایا اور ہمیشہ پاکستان کو بلیک میل کرنے کے لیے بندش کا ہتھیار استعمال کیا۔ ۱۹۴۷ء میں جب پانی روکا گیا تو بابائے قوم کے کہنے پر وزیرخزانہ ممتاز دولتانہ اور وزیرمالیات شوکت حیات نے دہلی جا کر مذاکرات کیے اور کروڑوں روپے کی ادائیگی کے بعد بھارت اپنی فطرت کے مطابق فوراً بدل گیا۔ پاکستان کا نہری نظام دنیا کا مربوط اور بہترین نظام ہے جو تین بڑے ڈیمز، ۱۹ بیراج یا ہیڈورکس، ۴۴ بڑی تقریباً ۵۷۰۰۰ کلومیٹر لمبی نہروں، ۸۹۰۰۰ لمبی چھوٹی نہروں کے ساتھ ۴۰ ملین ایکڑ سے زیادہ رقبہ کو سیراب کرتا ہے۔ اس وقت حال یہ ہے کہ بھارت کی آبی جارحیت کی وجہ سے ایک کروڑ رقبے پر کھڑی گندم کی فصل پانی کی کمی کا شکار ہے۔ گزشتہ سال بھی چناب اور جہلم کا پانی بھارت کی طرف سے چوری کرنے سے ہمیں ۳۵ فیصد پانی کی کمی کا سامنا رہا۔ اس وقت پنجاب کی ۲۱ بڑی اور ۲۷۰۸ چھوٹی نہریں بند کر دی گئی ہیں جن سے ۲ کروڑ ۵۱ لاکھ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

عالمی قوانین کے تحت پانی کے قدرتی بہاؤ کے مطابق اس کے استعمال کا حق تمام دنیا کے ممالک کو دیا گیا ہے لیکن ہندوستان پاکستان کے پانی پر مسلسل ڈاکہ ڈال رہا ہے اور تمام عالمی قوانین کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔ بھارت نے دفاعی اور سفارتی محاذ پر شکست کے بعد پاکستان کی زمینوں کو بنجر بنانے کے لیے آبی جنگ کا محاذ کھول رکھا ہے۔ اگر بھارت کو ہنگامی بنیادوں پر روکنے کی کوشش نہ کی گئی تو مستقبل قریب میں پنجاب اور سندھ چولستان کا منظر پیش کریں گے اور چند سال بعد پاکستان قحط کا شکار ہو جائے گا۔ تین دریا ایوب خان نے بیچ کر پنجاب کے معنوی تشخص کو ختم کیا تھا، اب ہندوستان نے باقی ماندہ دریاؤں چناب، جہلم اور سندھ پر ۶۲ سے زائد ڈیم بنانے کے لیے کام شروع کر رکھا ہے جن میں بڑے چھوٹے ۴۴ ڈیم بن چکے ہیں باقی آئندہ سال تک مکمل ہو جائیں گے۔ کشن گنگا، بگلیہار اور وولر کے بعد آزاد کشمیر سے صرف ۷۰ میل کے فاصلے پر سوال کوٹ کے نام سے چناب پر ڈیم بنا رہا ہے۔ جس میں بگلیہار سے ۱۳ گنا زیادہ پانی جمع کرنے کی گنجائش ہوگی اور 20 ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ اس ڈیم کی اونچائی

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق.....(خطبہ حرم)	6
معاشی استحکام کے تقاضے	10
علم تفسیر.....عہد صحابہ کرامؓ میں	11
اسلام.....دین اعتدال	14
سیدنا حمزہؓ بن عبدالمطلب	18
مجاہد اول.....سردار عبدالقیوم خاں	21
طب وصحت	22
ناظم ذیلی تنظیمات کی اپیل	23
اخبار الجماعہ	24

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ "اہل حدیث"
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک
سالانہ .....500/- روپے
ششماہی .....300/- روپے
بذریعہ وی پی .....535/- روپے
بیرونی ممالک سے .....5500/- روپے
فی پرچہ .....15/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "الستر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

منگلا اور تربیلا سے کئی فٹ زیادہ ہے۔ اس کی تعمیر کے بعد چناب کو لوگ دریا کہنا ہی چھوڑ دیں گے۔ اس وقت بھارت کی آبی جارحیت کے باعث پاکستان کے ۱۹ میں سے نو ہیڈورکس سے پانی کا اخراج صفر ہے۔ دریائے چناب سوکھ چکا ہے، مچھلیاں مر رہی ہیں اور آبی پرندے نقل مکانی کر چکے ہیں۔ جہلم ایک چھوٹا نالہ نظر آتا ہے۔ دنیا کا ساتواں بڑا دریا سندھ بھی خشک ہو رہا ہے۔ ایک طرف بھارت سندھ سمیت تمام دریاؤں کا پانی سرنگوں کے ذریعے چوری کر رہا ہے تو دوسری طرف افغان کٹھ پتلی حکومت کو شہہ دے کر کابل سے سندھ میں آتے پانی کو روک رہا ہے۔

سندھ طاس معاہدے سے قبل پاکستان کو سیراب کرنے والے دریاؤں میں ۱۹۹ ملین ایکڑ فٹ پانی موجود تھا جو اب صرف ۷۴ ایکڑ فٹ رہ گیا ہے۔ چناب میں ہیڈ مرالہ کے مقام پر صرف چار ہزار کیوسک پانی رہ گیا ہے۔ بھارتی انڈس واٹر کمشنر ہیڈورکس سٹلج کو دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن سب سے زیادہ حیرانگی اسے اس بات پر ہوئی کہ پانی نہ ہونے کے باوجود یہاں کے لوگ زندہ ہیں۔ بھارت ۱۹۶۰ء کے سندھ طاس معاہدے کے تحت ہمارا پانی نہیں روک سکتا لیکن اس نے ۱۲۰ ارب کی لاگت سے مختلف ڈیموں کی تعمیر کی جارحیت کی ہے۔ سندھ طاس کے تحت چناب میں ۵۰ ہزار کیوسک پانی دینے کا بھارت پابند ہے۔ ۱۹۵۰ء کے دوران پاکستان میں پانی کی فی کس دستیابی ۱۳۵۰ کیوبک میٹر تھی جبکہ اس وقت ۵۰۰۰ کیوبک میٹر مہیا تھا۔ بھارت کی آبی جارحیت سے اس وقت زیر زمین پانی کی سطح ۱۸۰ فٹ سے ۳۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔ پاکستان اگر دنیا میں زندہ رہنا چاہتا ہے تو اسے پانی کے ذخائر کا حل ڈھونڈنا ہوگا۔ اس وقت بہترین حل کالاباغ ڈیم کی تعمیر ہے۔ کالا باغ ڈیم کو ہم نے سیاست کی نظر کر دیا۔ کالاباغ ڈیم کا منصوبہ کھٹائی میں پڑنے سے اس وقت تک ہم ۵۰ کھرب کا نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اگر کالاباغ ڈیم بن جائے تو ملک کو ۶۰ ارب ڈالر سالانہ فائدہ ہوگا۔ اس ڈیم میں 26.1 ایکڑ فٹ پانی جمع کیا جا سکتا ہے جس سے تمام صوبوں کی پانی کی قلت پوری ہو جائے گی۔

اس ڈیم کی تعمیر سے صوبہ سندھ کی آٹھ لاکھ، سرحد کی چار لاکھ چالیس ہزار، بلوچستان کی ۵ لاکھ اور پنجاب کی چھ لاکھ ایکڑ اضافی زمین زیر کاشت آئے گی۔ زرعی انقلاب کے ساتھ ۳۶۰۰ میگاواٹ سستی بجلی مہیا ہوگی۔ تربیلا اور کالاباغ ڈیم کے مشترکہ عمل سے ۵۰۰۰ میگاواٹ سستی بجلی ملے گی۔ بھارت جو دور کی سوچتا ہے، وہ دس ارب روپے یہاں کی NGOs کو کالاباغ سمیت ڈیمز کی مخالفت کرنے کا دیتا ہے۔ اسٹیبلشمنٹ کے لوگ اپنے ذاتی مفادات اور عالمی اداروں کی خوشنودی کے لیے پاکستان کو بھارت کے ساتھ مل کر صومالیہ بنانے پر تلے ہیں۔ بھارت چاہتا ہے کہ پاکستان کی زراعت تباہ ہو، عالمی منڈی پر اس کا قبضہ ہو جائے۔ اس وقت عالم استعمار اس کا پشتیبان ہے۔ IMF نے اس کام کے لیے اسے 212 ارب ڈالر کی رقم دی ہے۔ پاکستان کو چاہئے کہ وہ اپنے دوستوں کے تعاون سے اس مسئلے پر سنجیدگی سے سوچے وگرنہ بھارت ایٹم بم ضائع کرنے کی بجائے ہمیں واٹر بم سے تباہ کر دے گا۔

کشمیریوں پر مظالم سے عالمی توجہ ہٹانے کے لیے گورداسپور دہشت گردی کا ڈرامہ۔ امیر محترم

لاہور (پ۔ر) بھارت نے کشمیریوں پر مظالم سے عالمی توجہ ہٹانے کے لیے دہشت گردی کا ڈرامہ رچایا۔ ان خیالات کا اظہار چیئرمین اسٹینڈنگ کمیٹی سینٹ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پروفیسر ساجد میر اور چیئرمین اسٹینڈنگ کمیٹی قومی اسمبلی و ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے بھارتی پنجاب کے شہر گورداس پور میں بس اور تھانے پر حملے کے نتیجے میں گیارہ افراد کی ہلاکت پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان پرامن ایٹمی ملک ہے۔ وہ کبھی بھی سرحد پار کسی بھی قسم کے معاملات میں ملوث نہیں رہا۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ اس کے برعکس بلوچستان اور سندھ میں بھارتی مداخلت کے شواہد پائے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کئی ماہ سے سیالکوٹ ورکنگ باؤنڈری اور شکر گڑھ کے علاقے میں مسلسل حدود کی خلاف ورزی بھارتی فوج کا معمول بن چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے ہمیشہ عالمی سطح پر دہشت گردی کے خاتمے کی بات کی۔ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ پاکستان نے جب بھی مقبوضہ کشمیر اور متنازعہ بھارتی ڈیموں سمیت تمام امور حل کرنے کے لیے مذاکرات کی میز پر آنے کے لیے کہا تو بھارتی خفیہ اداروں اور دیگر پاکستان دشمن غیر ملکی ایجنسیوں نے مذاکرات کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کہا کہ جنوبی ایشیا میں مستقل امن وامان کے لیے کشمیر سمیت تمام متنازعہ امور حل کیے جائیں۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیئے بغیر برصغیر میں قیام امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی بیرون ملک روانگی

۲۹ جولائی بروز بدھ۔ امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ دو ہفتے کے دورہ پر انگلینڈ روانہ ہو گئے۔ علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر جماعتی ذمہ داران وکارکنان نے انہیں الوداع کیا۔ آپ برطانیہ کے شہر لسٹر میں ہونے والی دو روزہ انٹرنیشنل اسلامی دعوت کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں آپ وہاں مختلف اسلامی مراکز کے وزٹ کے ساتھ متعدد مذہبی رہنماؤں وشخصیات سے ملاقات فرمائیں گے۔ ان کی عدم موجودگی میں مولانا عبدالعزیز حنیف قائمقام امیر ہوں گے۔ (ادارہ)

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون نمبر: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: hammad3316@yahoo.com

حیوانات کے خوبصورت مجسمے

سوال ہمارے ہاں اکثر یہ ہوتا ہے کہ مختلف دھاتوں سے حیوانات کے مجسمے بنا کر انہیں پالش اور رنگ روغن کر کے اپنے گھروں، گاڑیوں میں لٹکایا جاتا ہے، اس سے مراد صرف خوبصورتی اور زیب و زینت ہوتا ہے، اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب عربی زبان میں اس قسم کے مجسموں کو تماثیل کہا جاتا ہے، یہ تماثیل اور مجسمے شرک کا راستہ ہیں، اس لئے شریعت نے اسے بند کیا ہے۔ لوگ اپنے لیڈروں اور محبوب لوگوں کے مختلف چیزوں سے مجسمے بنا کر بڑے بڑے راستوں اور چوکوں میں نصب کرتے ہیں۔ اسی طرح مختلف دھاتوں سے حیوانات کے مجسمے بنا کر ڈرائنگ روم یا گاڑی میں سجا دیتے ہیں، چونکہ شرک کیلئے یہ ایک چور دروازہ ہے اس لئے شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا اور مجسمے پڑے ہوں۔'' (بخاری، بدء الخلق: ۳۲۲۵) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بھی ابتدائی طور پر اسی قسم کے مجسموں کی محبت میں گرفتار تھی، کچھ دیر بعد وہ اللہ کے مقابلہ میں ان کی عبادت کرنے لگے، نوح علیہ السلام نے اس عمل کی پرزور انداز میں تردید فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو قرآن کی صراحت ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: ''یہ مورتیاں اور مجسمے کیا ہیں جن کے سامنے تم بندگی کیلئے بیٹھے رہتے ہو؟'' (الانبیاء: ۵۲)

بہرحال ہمارے ہاں جو بڑے بڑے لیڈروں کے مجسمے بنا کر چوراہوں میں انہیں نصب کیا جاتا ہے بعض اوقات تو پریڈ کے ذریعے انہیں ''سلامی'' بھی دی جاتی ہے۔ اسی طرح مختلف جانوروں اور حیوانات کی مورتیاں بنا کر انہیں پالش اور روغن کر کے اپنی گاڑیوں اور گھروں کو زینت بنایا جاتا ہے۔ شریعت کی نظر میں ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہیاج اسدی کو ایک مہم پر بھیجتے وقت فرمایا کہ میں تمہیں اس کام کیلئے بھیج رہا ہوں جس کیلئے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ کسی مورتی اور مجسمے کو نہ چھوڑوں مگر اسے مٹا ڈالوں۔'' (صحیح مسلم، الجنائز: ۹۶۹) صحابہ کرام کا عمل تو یہ ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے لیکن ہم ان سے محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ اس قسم کی مورتیوں کو اپنے گھروں یا گاڑیوں میں آویزاں کرے۔

حیلہ اسقاط

سوال ہمارے علاقہ میں ایک رسم رائج ہے کہ جب میت کو جنازہ گاہ لے جاتے ہیں تو ساتھ کچھ سامان اور رقم بھی لے جاتے ہیں، جنازے کے بعد دائرہ بنا کر اس سامان اور رقم کے اردگرد بیٹھ جاتے ہیں اور اس پر قرآن مجید رکھ کر ایک دوسرے کو بخشتے رہتے ہیں پھر وہ رقم اور سامان لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، اس عمل سے وہ سمجھتے ہیں کہ میت بخشی گئی ہے، اسے حیلہ اسقاط کہا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب قرآن و حدیث اور اسلاف سے اس حیلہ اسقاط کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ جو کام خیر القرون میں نہیں ہوا (حالانکہ اس وقت بھی اس کے اسباب موجود تھے۔ حتیٰ کہ ائمہ اربعہ بلکہ ان کے گرامی قدر شاگردوں سے بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس حیلے سے یہ خیال کرنا کہ میت کے ذمے جو نمازیں ہیں وہ معاف ہو جائیں گی یہ بھی بلادلیل ایک مفروضہ ہے۔ حالانکہ اگر کوئی زندہ شخص، میت کی طرف سے نمازیں پڑھنا چاہے تاکہ اس سے معاف ہو جائیں تو اس کی بھی اجازت نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ آیا کوئی دوسرے کی طرف سے نماز ادا کر سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''کوئی آدمی دوسرے کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔'' (مؤطا امام مالک، الصیام: ۶۷۵)

اسی طرح میت کی طرف سے روزے بھی نہیں رکھے جا سکتے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں اس بات کی صراحت ہے کہ کوئی آدمی دوسرے شخص کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک روایت میں مزید وضاحت ہے کہ جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے ماہ رمضان کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔'' (ترمذی، الصوم: ۷۱۸)

جس حدیث میں میت کی طرف سے روزہ رکھنے کا ذکر ہے (بخاری، الصوم: ۱۹۵۲) اس سے مراد نذر کے روزے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب کوئی شخص رمضان میں بیمار ہوا اور پھر فوت ہو گیا لیکن رمضان کے روزے نہ رکھ سکا تو اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا جائے اس پر قضا نہیں، اگر اس نے نذر مانی تھی تو اس کا وارث قضا دے۔'' (ابوداؤد، الصیام: ۲۴۰۱) امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حوالے سے یہی بات نقل کی ہے۔ (ابوداؤد، الصیام: ۲۴۰۰)

بہر حال حیلہ اسقاط ایک ناجائز عمل ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مرنے کے بعد صدقہ وخیرات کرنے سے گناہوں کے معاف ہونے کی امید کی جاسکتی ہے، اس کی طرف سے نماز پڑھنے یا روزہ رکھنے کی قطعاً کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی ایسا کرنا جائز ہے۔ (واللہ اعلم)

میت کو دوسرے شہر دفن کرنا

سوال کیا عقیدت کی وجہ سے کسی میت کو دوسرے شہر دفن کیا جاسکتا ہے؟؟ ہمارے علاقے کے کچھ لوگ ایسا کرتے ہیں، وہ اپنی میت کو دوسرے شہر جا کر دفن کرتے ہیں کیونکہ وہاں ان کے پیر دفن ہیں۔ کتاب وسنت میں اس کا کوئی ثبوت ہے؟؟

جواب اصل بات تو یہ ہے کہ قیامت کے دن نجات کا باعث انسان کا کتاب وسنت پر مبنی عقیدہ اور نیک عمل ہوگا، خواہ اسے کہیں بھی دفن کر دیا جائے۔ اگر عقیدہ اور عمل اچھا نہیں تو مدینہ طیبہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہونا بھی اس کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ صورت مسئولہ میں کتاب وسنت سے یہی ثابت ہے کہ میت جہاں فوت ہوا سے وہیں یعنی اس کے علاقہ میں ہی دفن کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی میت کو وادی حبشہ سے مکہ مکرمہ لایا گیا اور وہاں دفن کیا گیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اگر میں وہاں ہوتی تو اپنے بھائی کو وہیں دفن کیا جاتا جہاں وہ فوت ہوا تھا۔'' (بیہقی ص ۵۴ ج ۴) اس حدیث پر محدث بیہقیؒ نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ''میت کو ایک علاقے سے دوسرے علاقہ میں منتقل کرنا مکروہ ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے احد کے دن شہداء کو مدینہ میں دفن کرنے کیلئے اٹھایا تو ایک منادی کرنے والے نے اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مقتولین کو ان کی جائے قتل پر ہی دفن کیا جائے۔ (ابوداؤد، الجنائز: ۳۱۶۵) اس حدیث پر محدث ابوداؤدؒ نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ''میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ناپسندیدہ ہے۔''

بہر حال عمومی طور پر اسلام میت کی منتقلی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ ہاں اشد ضرورت اور مجبوری ہو تو وفات کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کی میت کو چھ ماہ بعد نکال کر دوسری جگہ دفن کیا تھا۔ (بخاری، الجنائز: ۱۳۵۲)

لیکن خود ساختہ عقیدت کی بنا پر میت کو دوسری جگہ پر منتقل کرنا درست نہیں البتہ جن مقامات کی فضیلت کتاب وسنت سے ثابت ہے وہاں دفن ہونے کی خواہش کی جاسکتی ہے اور اگر حالات اجازت دیں تو میت کو وہاں منتقل بھی کیا جاسکتا ہے مثلاً ارض مقدس، حرمین کی سرزمین وغیرہ۔ جیسا کہ امام بخاریؒ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مجھے ارض مقدس وغیرہ میں دفن کیا جائے۔''

اس کے بعد امام بخاریؒ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کے وقت ایک خواہش کو بیان کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ مجھے ارض مقدس کے اتنا قریب کر دے کہ اگر پتھر پھینکا جائے تو وہاں پہنچ جائے۔ (بخاری، الجنائز: ۱۳۳۹) اس مقام پر امام ابن حجرؒ نے بہت نفیس بحث کی ہے کہ اگر کوئی خاص مصلحت ہو تو میت کو دوسرے شہر منتقل کیا جاسکتا ہے، بصورت دیگر اسے وہیں دفن کیا جائے جہاں فوت ہوا ہے۔ (فتح الباری ص ۲۶۴ ج ۳)

ہمارے رجحان کے مطابق ارض مقدس اور حرمین کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اگر حالات اجازت دیں تو ان مقامات پر میت کو منتقل کیا جاسکتا ہے لیکن خود ساختہ ''مزارات'' کے پڑوس میں دفن ہونے کی خواہش اور عملی طور پر وہاں میت کو منتقل کر کے دفن کرنا ناجائز ہے۔ (واللہ اعلم)

جنازے میں صفوں کا طاق ہونا

سوال جنازے کے موقع پر صفوں کے طاق ہونے کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے، قرآن وسنت سے اس قسم کا اہتمام کیا حیثیت رکھتا ہے، وضاحت فرمائیں؟

جواب نماز جنازہ کے موقع پر طاق صفیں بنانے کا اہتمام کتاب وسنت سے ثابت نہیں۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا جنازہ پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری دو صفیں بنائی تھیں۔ (مسلم، الجنائز: ۹۵۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں طاق صفوں کا اہتمام کرنا کتاب وسنت سے ثابت نہیں بلکہ صفیں طاق ہوں یا جفت دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ مالک بن ھبیرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کے وقت تین صفیں بنانا مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت لازم کر دیتا ہے۔'' (ابوداؤد، الجنائز: ۳۱۶۶) امام شوکانیؒ نے اس حدیث سے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔ (نیل الاوطار ص ۶۴ ج ۴)

لیکن یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی محمد بن اسحاق مدلس ہے، تاہم کچھ اہل علم نے اسے حسن قرار دے کر مذکورہ مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ ہمارے رجحان کے مطابق جنازے کے موقع پر طاق صفیں بنانے کا اہتمام کتاب وسنت سے ثابت نہیں، یہ محض ایک تکلف ہے۔ (واللہ اعلم)

اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق

امام مسجد حرم
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر صالح بن حمید حفظہ اللہ

مترجم —— جناب حافظ محمد سرور —— نظرثانی —— جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد:

لوگو! میں تمہیں اور خود کو اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ سے ڈرو، اس کی عبادت کرو، محبت، شفقت اور فرمانبرداری پر اتحاد اپناؤ اور بغض و خواہش پرستی اور نافرمانی میں پڑ کر فرقوں میں نہ بٹو۔

اپنے پروردگار کی فرمانبرداری سے مزین ہو جاؤ، گناہوں سے توبہ کرو اور پاک ہو جاؤ، اپنے مالک کے دروازے پر پڑے رہو، یوں امید ہے کہ تم ہمیشہ کی جنتوں میں داخلہ پاؤ گے۔ جو دنیا کے انجام پر غور کرتا ہے، چوکنا ہو جاتا ہے اور جسے راستے کی طوالت کا یقین ہو جاتا ہے، وہ سفر کی تیاری کر لیتا ہے۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ مہاجر وہ ہے جو اللہ کی حرام کردہ اشیاء چھوڑ دے، اور مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس اور خواہش سے جہاد کرے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (ال عمران)

اے ایمان والو! صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔''

اے اہل اسلام! ہمارے دین کے احکام اور ہمارے اسلام کی نصیحتیں توحید، حسن عبادت، تعلقات کی پختگی اور روابط کے اخلاص سے شروع ہوتی ہیں۔ اسلامی رشتہ اور ایمانی اخوت ہی دین کا خلاصہ اور احکام کا لب لباب ہے۔ مسلمان ان کے ساتھ اور ان کے لیے جیتا ہے۔ یہ ایسا عقیدہ، ایسے شعائر اور ایسے روابط ہیں جو باہم ایک دوسرے کیساتھ پیوست ہیں۔ اللہ کا یہ فرمان پڑھ دیکھو:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ (النساء)

اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے، اور اُن لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو، یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔''

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ مہاجر وہ ہے جو اللہ کی حرام کردہ اشیاء چھوڑ دے، اور مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس اور خواہش سے جہاد کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے اور اپنے بندوں کے حقوق جمع کر دیئے ہیں اور ان حقوق والوں میں کئی طرح کے لوگ ہیں۔ ان میں رشتہ دار ہیں جن میں سے والدین کو ان کی قرابت اور ان کے حق کی عظمت کی بنا پر بطور خاص ذکر کیا۔

انہی میں سے انتہائی قریبی میل جول رکھنے والے بھی ہیں یعنی قرابتدار ہمسائے۔ قریبی ہمسایہ جو رشتہ دار نہیں اور ساتھ بیٹھنے والا۔

اسی طرح ان میں کمزور اور بدنی کمزوری کی وجہ سے حسن سلوک کے مستحق لوگ ہیں یعنی یتیم۔ اسی طرح وہ شخص جو قلتِ مال کی وجہ سے ضرورت مند ہو یعنی مسکین۔

معزز بھائیو! اسلام نے مختلف وسعت پذیر دائروں میں مسلم معاشرے کی زندگی منظم کرنے کی طرف سب سے زیادہ توجہ دی ہے تاکہ یوں پورا معاشرہ منظم ہو جائے۔ اس سلسلے میں والدین اور رشتہ داروں کے حقوق سے شروع ہو کر یہ سلسلہ پڑوسیوں، دوستوں اور آشناؤں سے ہوتا ہوا غریبوں اور غیر مسلموں تک کو شامل ہے۔

آج کی گفتگو انہی میں سے ایک دائرے سے متعلق ہے جو اس باہمی تعاون کا عملی نمونہ پیش کرتا اور اسلامی رشتے کو اس کے تمام معانی، وسائل اور مقاصد سمیت ظہور پذیر کرتا ہے۔ یہ پڑوس اور پڑوسیوں کے حقوق کا دائرہ ہے۔ کیونکہ گھر اور محلے میں رہنے والے قریبی لوگوں سے تعلقات کی پختگی سب سے مقدم ہے اس لئے کہ مناسب وقت اور بہترین صورت میں نفع پہنچانے پر سب سے زیادہ یہی گروہ قدرت رکھنے والا، قریب ترین اور جلد سے جلد پہنچنے والا ہے۔

پڑوسی ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے رازوں سے آشنا ہوتے ہیں۔ ہر آنے جانے والی چیز کا انہیں علم ہوتا ہے۔ مخفی باتوں کی اطلاع ہوتی ہے، صبح شام کے معاملات ان کے سامنے ہوتے ہیں، آوازیں سنتے ہیں اور ہوائیں سونگھتے ہیں۔ اختلاف ہو یا اتفاق، جھگڑا ہو یا صلح، انہیں سب خبر ہوتی ہے۔ گھر کے ذخائر ان سے مخفی نہیں ہوتے اور خاندانوں کی مخفی باتیں ان سے پوشیدہ نہیں ہوتیں۔

جوار (پڑوس) کا لفظ اپنے اصل معنی میں ہر اس چیز سے عبارت ہے جس کا حق عقلاً اور شرعاً بہت عظیم ہو۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے فلاں سے پناہ مانگی اور فلاں نے اسے پناہ دی۔ جبکہ صرف ہمارا پروردگار ہی اپنی کمال ربوبیت اور بلندیٔ مقام کی وجہ سے وہ ذات ہے جو پناہ دیتا ہے اور جس کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی۔

ابلیس ملعون نے اپنے پیروکاروں کو یہ کہہ کر ذلیل کیا تھا کہ میں تمہارا جار (پڑوسی) ہوں۔

چنانچہ پڑوسی کو جار اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے پڑوسی کو پناہ دیتا ہے، اس سے تکلیف اور پریشانی ہٹاتا ہے اور اس کے لئے خیر اور نفع تلاش کرتا ہے۔

پڑوسیوں کی کئی اقسام اور درجات ہیں۔ ان میں سے بعض دوسروں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پڑوسی کا لفظ مسلمان اور کافر، عابد اور فاسق، دوست اور دشمن، رشتہ دار اور اجنبی، قریب کے گھر والا اور دور کے گھر والا سب کو شامل ہے۔ ان کے درجات ہیں۔ بعض پڑوسی دوسروں کی بہ نسبت زیادہ درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے سب سے بالا تر درجے والا وہ پڑوسی ہے جس میں پہلے ذکر کی گئی ساری صفات جمع ہو جائیں۔ علی ہذا القیاس جس میں جتنی صفات ہوں گی اسی تناسب سے اس کے حقوق ہونگے۔

اہل علم کہتے ہیں کہ پڑوس کے دائرے کو جس قدر ممکن ہو، وسعت دی جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آواز سن سکے، وہ پڑوسی ہے۔

اسی طرح کی ایک حدیث ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز سوائے مسجد کے کہیں درست نہیں۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پڑوس کی حد بندی ہر جانب سے چالیس گھر ہیں۔

مسلمانو! پڑوس کا حق بہت بڑا ہے۔ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ کہا گیا کون اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص کہ جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر رات گزارے لیکن اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

اس طرح کی تمام احادیث و آثار ایمان اور پڑوس کے حقوق کے مابین ربط و تعلق کی اہمیت بیان کرتی ہیں۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ پڑوس کا حق ایمان کی خصلتوں اور ایمان کے اعمال میں سے ہے، اس اللہ پر ایمان جو خیانت کرنے والی آنکھوں کو جانتا ہے اور اس یوم آخرت پر ایمان جس میں جزاء و حساب کا معاملہ ہوگا۔

امام ترمذی، امام ابن حبان، امام ابن خزیمہ اور امام حاکم کی بیان کردہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے ہاں سب سے بہترین ساتھی وہ ہیں جو اپنے ساتھیوں کیلئے بہترین ہوں۔ اور بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کیلئے اچھا ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات یاد کر لے یا ان پر عمل کرنے والے کو سکھا دے۔ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہ کام کروں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ تھاما اور پانچ چیزیں شمار کیں اور فرمایا: حرام کاموں سے بچو، تم سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے، اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ، تم سب سے غنی بن جاؤ گے۔ ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کرو، تم مومن ہو جاؤ گے۔ لوگوں کیلئے وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، تم مسلمان بن جاؤ گے اور زیادہ نہ ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

برادران گرامی! پڑوسیوں کے حقوق میں تین چیزیں شامل ہیں: اس کی عزت کرنا، اسے تکلیف پہنچانے سے باز رہنا اور اس کی طرف سے آنے والی تکلیف برداشت کرنا۔

جہاں تک عزت کی بات ہے تو یہ ایک وسیع دروازہ ہے جس میں سلام میں پہل کرنا، اس کیساتھ نرمی سے گفتگو کرنا، اس کی رہنمائی ایسے کام کی طرف کرنا جس میں اس کی اور اس کے اہل و عیال کی دینی و دنیوی بھلائی ہو، اس کی غیر حاضری میں اس کے حقوق کی پاسداری کرنا، تمام معاملات میں نرمی، حسن سلوک اور حسن برتاؤ پر عمل پیرا رہنا، آسانی اور تنگی، خوشی اور پریشانی، غم اور فرحت ہر حال میں اس کی بھلائی سوچنا، اس کی غمخواری کرنا اور اس کے ساتھ الفت و محبت کے سلوک پر عمل کرنا، یہ تمام چیزیں پڑوسی کی عزت میں شامل ہیں۔ اسی طرح میسر چیز ہدیۃً پڑوسی کو دینے میں جلدی کرنا بھی پڑوسی کی عزت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ ایک ہمسایہ اپنے ہمسائے کے گھر جانے اور اس سے نکلنے والی چیز کو دیکھتا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! جب تو گوشت پکائے تو اس کا شوربہ زیادہ کرلے اور اپنے پڑوسی کا خیال رکھ۔

برادران گرامی! پڑوسیوں کے حقوق میں تین چیزیں شامل ہیں: اس کی عزت کرنا، اسے تکلیف پہنچانے سے باز رہنا اور اس کی طرف سے آنے والی تکلیف برداشت کرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ اس کا پانی زیادہ کرلے، تکلف میں نہ پڑنے کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نہیں کہا کہ گوشت کا شوربہ بڑھا لے، کیونکہ گوشت اور اس جیسی چیزوں کا حصول ہر کسی کے لئے آسان نہیں ہوتا۔ البتہ حقیر چیز بطور ہدیہ دینے سے بھی اجتناب لازم ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: پھر اپنے پڑوسیوں کے گھر والوں کو دیکھ اور انہیں بہتر چیز عطا کر۔ یعنی کوئی ایسی شے دے جو عرف و عادت میں تحفہ سمجھی جاتی ہو، چنانچہ حقیر اور معمولی چیز ہدیۃً نہ دی جائے کیونکہ وہ عرفاً اور عادتاً بطور ہدیہ نہیں دی جاتی۔

یہ مکارم اخلاق کی ایک ایسی شکل ہے جس سے تعلق، محبت، حسن سلوک اور ضرورت کو پورا کرنے اور برائی کے خاتمے جیسی صفات پروان چڑھتی ہیں کیونکہ ایک ہمسایہ اپنے ہمسایہ کی ہنڈیا کے دھوئیں سے بھی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ بعض اوقات اس پڑوسی کے کمزور اور چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں جس سے ان کے ولی یا سرپرست کی تکلیف اور درد دو چند ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر جب کہ ان کا سرپرست کوئی بیوہ عورت یا فقیر ہو تو

مشقت بڑھ جاتی ہے اور حسرت میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ یہ تمام پریشانیاں اس طرح کی چھوٹی چھوٹی شراکت داریوں سے ختم ہو جاتی ہیں۔ ہمارے نبی محمد ﷺ نے اپنے اہل خانہ کو قربانی کا گوشت تقسیم کرتے وقت ہدایت کی تھی کہ ہمارے یہودی ہمسائے سے ابتداء کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے گھر ایک بکری ذبح کی گئی۔ جب وہ تشریف لائے تو سوال کیا کہ کیا تم نے ہمارے یہودی ہمسائے کو گوشت بھیجا ہے؟ یہ سوال تین مرتبہ دہرایا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق اس قدر وصیت کرتے رہے کہ مجھے گمان گزرا کہ شاید اسے وارث بنا دیا جائے گا۔

آپ ﷺ کا یہ کہنا کہ مجھے گمان گزرا کہ شاید اسے وارث بنا دیا جائے گا اس بات کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق میں سوائے وراثت کے کوئی فرق نہیں۔

ضرورت کے وقت اس کی غمخواری کرنا بھی حسن سلوک کی ایک قسم ہے۔ بلکہ یہ بات کتنی خوبصورت ہے کہ ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کو ان چیزوں میں فائدہ دے جو اللہ نے اسے عطا کی ہیں اور جن خصوصیات سے اس نے اسے نوازا ہے۔ چنانچہ غنی کو چاہئے کہ غمخواری کرے، معالج کو چاہئے کہ علاج کرے اور معلم تعلیم دے۔ اسی طرح انجینئر، بڑھئی، لوہار اور دیگر تمام پیشوں اور کاموں سے تعلق رکھنے والے پڑوسی ہیں۔ ان سب کو آپس میں باہمی محبت کرنے والے، ایک دوسرے کی مدد کرنے والے اور ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے والے ہونا چاہئے۔

تعلیم دینا، رہنمائی کرنا، خیر خواہی کرنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا بھی حسن سلوک کی اقسام میں سے ہیں مثلاً پڑوسی کے لڑکے سے نرمی سے گفتگو کرے اور اس کی راہنمائی ایسے کاموں کی طرف کرے جو دین اور دنیا کے اعتبار سے اس کیلئے بہتر ہوں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! پڑوسی کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے، اگر تجھ سے مدد مانگے تو اسے مدد مہیا کر، اگر ضرورت مند ہو تو اسے عطا کر، اگر بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کر، اگر فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے جا، اگر اسے کوئی خیر پہنچے تو تجھے خوشی ہو اور اسے مبارکباد دے، اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے تو تمہیں بھی اس کی تکلیف محسوس ہو تو اسے تسلی دے اور اسے اپنی ہنڈیا کی مہک سے تکلیف نہ پہنچا بلکہ اس میں سے اسے بھی دے۔ فخر سے اس سے اونچی عمارت نہ بنا کہ تو اس کے گھر جھانکتا پھرے اور ہوا بند کر دے البتہ اس کی اجازت سے ایسا کر سکتے ہو۔ اگر تو کچھ خریدے تو اس میں سے اسے بھی بطور ہدیہ کچھ دے ورنہ اسے راز داری سے لے کر آ اور تیرا لڑکا کوئی ایسی چیز لے کر نہ نکلے جس سے اس کا مقصد اس کے لڑکے کو جلانا یا چڑانا ہو۔

اسی طرح صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ جس کا کوئی پڑوسی یا حصے دار ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر پیش کئے بغیر چیز فروخت نہ کرے۔

پڑوسیوں کا ایک بہت بڑا حق انہیں تکلیف پہنچانے سے باز رہنا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔

آدمی حسن سلوک اور احسان میں درجہ بدرجہ قریبی پڑوسی کا خیال رکھے کیونکہ قریبی پڑوسی گھر میں داخل ہونے اور گھر سے نکلنے والی چیزوں سے واقف ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان دونوں میں سے کس کو ہدیہ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا دروازہ تیرے زیادہ نزدیک ہے۔ اہل علم کہتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب تیرے پاس ان دونوں کو دینے کیلئے کوئی چیز نہ ہو تو ان میں سے قریبی پڑوسی کو دے دے، البتہ اگر ان دونوں کو دینا ممکن ہو تو یہ زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

ذمہ داری اس وقت دوگنا ہو جاتی ہے اور حقوق بڑھ جاتے ہیں جب کہ ہمسایہ مسکین، یتیم، کوئی بیوہ عورت یا کوئی خاص ضرورت مند ہو۔ یہ بھی منقول ہے کہ مفلس ہمسایہ قیامت کے دن ثروت مند ہمسائے سے چمٹ جائے گا اور کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ کہ اس نے اپنی خیر کو مجھ سے کیوں روکا اور میرے لئے اپنا دروازہ کیوں بند کر لیا۔

برادرانِ اسلام! پڑوسیوں کا ایک بہت بڑا حق انہیں تکلیف پہنچانے سے باز رہنا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث منقول ہے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ میں جائے رہائش کے بُرے پڑوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ صحراء کا پڑوسی تو جگہ بدل لیتا ہے۔ (احمد، بخاری، نسائی وغیرہ)

اس حدیث میں آنے والا لفظ بوائق بائقہ کی جمع ہے جس کا مطلب خیانت، تکلیف، نقصان اور شرارت ہوتا ہے۔

حدیث میں جو یہ عبارت ہے کہ ایسا شخص مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کی طرف سے تکلیف سے مامون نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احوال سے واقفیت کو طعنہ زنی، اس پر چڑھائی یا اس کو تنگ کرنے اور چڑانے کا ذریعہ نہ بنائے۔

ایذاء کی اقسام اور اس کی صورتیں بہت زیادہ ہیں، آدمی کو چاہیے کہ ہمسائے کی لغزشوں سے درگزر کرے، اس کے رازوں کو نہ ٹٹولے، اس کے پاس موجود اثاثوں پر للچائی نگاہ نہ ڈالے، اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے، اس کے پردے کی چیزوں سے اپنی نگاہیں بچائے، اس کے صحن میں کوڑا کرکٹ وغیرہ ڈال کر اسے تنگ نہ کرے، اس کے لئے اس کے پڑوسی کی طرف جانے والا راستہ تنگ نہ کرے، نہ پرنالے سے پانی پھینکے نہ ہی اس سے اونچی عمارت تعمیر کرے جس سے اس کی ہوا بند ہو جائے البتہ اس کی اجازت سے ایسا کر سکتا ہے۔

اللہ سے برے پڑوسی سے پناہ مانگا کرو جو بری باتیں سنتا ہے اور بے ہودہ گفتگو کرتا ہے۔

خبردار! خبردار! تمہارے مال و دولت کی فراوانی یا تمہاری جاہ و حشمت پڑوسی کی تذلیل، اس کے سامنے فخر و

غرور یا اس پر تکبر کرنے کا ذریعہ نہ بنے۔ اپنی اولاد کو بھی سکھاؤ کہ وہ ہمسایوں کے حقوق کی حفاظت کریں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک ہی محلے کے بچوں کی تربیت حسد، بغض، نفرت اور انتقام پر ہو۔

اللہ کے بندو! ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی ہی سے محبت پیدا ہوتی اور الفت پروان چڑھتی ہے۔ ایک ہی محلے کے لوگ باہمی امن واطمینان سے رہتے ہیں، فوائد کا تبادلہ کرتے ہیں۔ آپس میں اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں، نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرتے ہیں اور ظاہر و باطن کے صدق و اخلاص کیساتھ اپنے اہل وعیال کے گھر والوں کی پریشانیوں، تکلیفوں اور دکھوں کا مداوا کرتے ہیں، اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے منع کرتے ہیں۔ بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی لوگ صالحین میں سے ہیں۔

دوسرا خطبہ!

حمد وثناء کے بعد! اے اہل اسلام!

ہمسائے کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے ہمسائے کی طرف سے تکلیف برداشت کرے اور اس کی جانب سے اور اس کی اولاد اور اہل وعیال کی جانب سے صادر ہونے والے افعال پر صبر کرے۔ یہ عظیم ترین حق اور عمدہ ترین اخلاق ہے۔ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں کہ جسے میں کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: محسن بن جا۔ اس نے کہا کہ میں کیسے جانوں کہ میں محسن ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے پڑوسیوں سے پوچھو، اگر وہ کہیں کہ تم محسن ہو تو تم محسن ہو اور اگر وہ کہیں کہ تم برے ہو تو تم برے ہو۔ (بیہقی)

اسی طرح ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، برا بھلا کہتا اور تنگی دیتا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اگر اس نے تیرے معاملے میں اللہ کی نافرمانی کی ہے تو تم اس کے معاملے میں اللہ کی اطاعت کرو۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں اچھا پڑوسی ہو نا صرف یہ نہیں کہ تکلیف نہ پہنچائے بلکہ اچھا پڑوسی ہونا یہ ہے کہ تکلیف برداشت کرے۔

اسی طرح ایک مرفوع حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جس کا پڑوسی اسے تکلیف پہنچاتا ہے لیکن وہ اس کی تکلیف پر صبر کرتا ہے حتی کہ موت یا وہاں سے نقل مکانی ان کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہے۔ (احمد)

اسی طرح جن پڑوسیوں کو کچھ تحفے میں دیا جائے ان پر شکریہ، قدردانی اور قبولیت لازمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے اے مومنہ عورتو! اپنی پڑوسن کی طرف سے کوئی بھی چیز حقیر نہ سمجھو اگرچہ بکری کا جلا ہوا پایہ ہی کیوں نہ ہو۔

یہاں عورتوں کو خاص طور پر اس لئے مخاطب کیا کیونکہ محبت یا نفرت میں ان کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے اور مختلف معاملات اور برتاؤ میں انتہائی پر اثر ہوتا ہے چنانچہ اسے چاہئے کہ کسی بھی مدد کو حقیر نہ جانے خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو اور دی گئی چیز کا شکریہ ادا کرے خواہ وہ کتنی ہی تھوڑی ہو۔

اس لئے اللہ سے ڈرو اور ہمسایوں کے حقوق ادا کرو، اپنے درمیان اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما، اور شرک اور مشرکین کو ذلیل کر دے اور سرکش، ملحد اور دین و ملت کے تمام لوگوں کو ذلت سے دو چار کر۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے ملکوں میں امن عطا فرما اور ہمارے پیشواؤں اور حکمرانوں کی اصلاح فرما اور اے اللہ! ہماری ذمہ داری ان لوگوں کے ہاتھ میں دے دے جو تجھ سے ڈرنے والے اور تیری رضا چاہنے والے ہوں۔

اے اللہ! مسلمان حکمرانوں کو اپنی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، انہیں اپنے مومن بندوں کیلئے رحمت بنا دے اور اے رب العالمین! انہیں حق، ہدایت اور سنت پر جمع کر دے۔

❁❁❁❁

بقیہ: علم تفسیر..... عہد صحابہؓ میں

امور اسباب نزول وغیرہ اس صورت میں مأثور کا حکم ہوگا۔ جس کا لینا اور عمل کرنا واجب ہوگا۔

② اگر معاملہ برعکس ہے، یعنی صحابی کا اجتہاد تفسیر میں شامل ہے ایسی صورت میں وہ تفسیر موقوف قرار دی جائے گی، جب تک اس کی سند اللہ کے رسول ﷺ تک نہ پہنچتی ہو یعنی علماء نے صحابی کے اجتہاد اور قول پر عمل کو واجب قرار دیا ہے۔ دلیل دیتے ہیں: ان سے زیادہ نزول قرآن کے قرائن واحوال کو سمجھنے والا کوئی نہیں تھا۔

علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں:

''جب آپ قرآن وسنت میں کسی آیت یا لفظ کی تشریح وتفسیر نہ پائیں، اس صورت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال کی طرف آپ کو رجوع کرنا چاہیے اس لیے کہ وہ اس کے زیادہ جانکار تھے۔ قرآن جس وقت نازل ہو رہا تھا، اس وقت کے احوال کے وہ مختص تھے، اللہ نے انہیں صحیح علم اور فہم کامل سے نواز رکھا تھا۔'' (مقدمہ اصول التفسیر: ۹۵)

علامہ زرکشیؒ کہتے ہیں:

''قول صحابی مرفوع کے درجے میں ہے، اگر وہ قرآن کی تفسیر کر رہے ہیں، امام حاکم نے بھی یہی بات کہی ہے۔'' ..... دوسری جگہ پر کہتے ہیں:

''صحابی کی تفسیر اگر لغت کی بنیاد پر ہے تو وہ اہل زبان تھے ان پر اعتماد کرنا چاہیے، اور اگر وہ تفسیر بیان کر رہے ہیں اسباب وقرائن کی، تو وہ نزول قرآن کے شاہد ہیں، ان کی تفسیر میں ذرا بھی شک جائز نہیں۔'' (البرھان للزرکشی: ۲/۱۷۲، ۱۵۷)

بقیہ: سردار عبدالقیوم خاں

اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے محکمہ ترقیات، محکمہ امور دینیہ، محکمہ قضاء وافتاء قائم کیے۔ دینی مدارس کی باقاعدہ سرپرستی، صدر کی سطح پر ہفتہ وار درس قرآن مجید کا اہتمام، آزاد کشمیر میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے، آزاد کشمیر کے آئین میں ''الحاق پاکستان'' کا ''آرٹیکل'' شامل کرانے اور جمعہ کی سرکاری چھٹی وغیرہ بہت سے اقدامات بروئے کار لائے گئے۔ علاوہ ازیں اردو کو قومی زبان قرار دینا اور شلوار قمیص کو قومی لباس قرار دینے کے بیشتر اقدامات اٹھائے۔

1979ء میں جبکہ حج پر راقم الحروف حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی رفاقت میں رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ سعودی عرب) کے اجلاس میں موجود تھا، انہیں رابطہ کا تاسیسی ممبر مقرر کیا گیا۔ اس موقع پر انہوں نے اپنے زوردار خطاب میں مسئلہ کشمیر کو خوب اجاگر کیا اور اس مسئلہ کے حل کو برصغیر میں قیام امن کے لیے اہم ترین اقدام قرار دیا۔

معاشی استحکام کے تقاضے

تحریر: جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

ایک مستحکم اور پر رحمت معاشی نظام کی بنیاد انسان دوستی پر ہونی چاہیے۔ جس معاشرے میں ذاتی مفادات' خواہشات نفس اور پرستش دولت ووقار معیار بن جائے وہ معاشرہ کبھی مستحکم نہیں ہوسکتا۔ اقتصادی خود مختاری اور خود انحصاری کے بغیر کوئی قوم بھی ترقی نہیں کرسکتی اور نہ ہی کوئی ملک معاشی طور پر اس کے بغیر مستحکم ہوسکتا ہے۔ حکومت کا نعرہ ہے کہ پاکستان کو ایشین ٹائیگر بنانا ہے اور یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے کہ ہمارا مخلص دوست چین بھی پاکستان کو ایشین ٹائیگر بنانے کے لیے فراخ دلی سے پاکستان کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ اگر ہم ایمانداری' جہد مسلسل' خود اعتمادی اور خود انحصاری کے عزم کو لے کر آگے بڑھیں گے تو چین کے تعاون سے اس خطے میں ہماری مرکزی حیثیت قائم ہوسکتی ہے۔

ہمیں وقت ضائع کیے بغیر علم' تحقیق وتجسس' سائنس' ٹیکنالوجی کے علم کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا۔ چینی صدر کا حالیہ دورہ اور پاک چین معاہدے اقتصادی ترقی کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اقتصادی راہداری کے 30 منصوبوں کے ساتھ 51 معاہدوں پر دستخط اور 46 ارب ڈالر کے تاریخ ساز منصوبے پاکستان کی معیشت میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح اس کا باہمی تجارتی حجم 20 ارب ڈالر بن جاتا ہے۔ چین کی مخلصانہ کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ بہاولپور کے ریگستان میں 100 میگاواٹ کا سولر پاور اسٹیشن کام کر رہا ہے۔ ملک سے اندھیروں کو ختم کرنے کے لیے فکر مندی کا یہ عالم ہے کہ حکومت نے بجلی پیدا کرنے کے متعدد منصوبوں پر تیزی سے کام شروع کروایا ہے۔ جی ڈی پی کی شرح میں بہتری آرہی ہے۔ برآمدات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر کی رونق بڑھی ہے۔ افراط زر میں کمی واقع ہوئی ہے۔ تمام معاشی اشاریوں میں مثبت رخ حکومتی کاوشوں کا مرہون منت ہے۔ چین کے ساتھ حالیہ معاہدوں میں 20 ارب ڈالر کی باہمی تجارت کا معاہدہ کیا گیا جس کی وجہ سے پاکستان کی برآمدات میں اضافہ متوقع ہے۔ ترقیاتی پالیسیوں کو تسلسل بخشے بغیر معاشی استحکام کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ ہمارے ملک کا المیہ یہ ہے کہ جب حکومت کام کرنا چاہتی ہے تو اسے گرانے کے لیے تحریکیں شروع کر دی جاتی ہیں اور نئی آنے والی حکومت سابقہ منصوبوں کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتی ہے' اس طرح ترقی کا سفر رک جاتا ہے۔

ہمیں اس وقت قومی یکجہتی کی ضرورت ہے' اب ہم مزید انتشار برداشت نہیں کرسکتے۔ سرمایہ کاروں کو ہم ایک پرامن پاکستان دیں گے تو تب ہی ہمارا مستقبل تابناک بن جائے گا۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں منفی سوچ کا غلبہ زیادہ ہے' منفی سوچ کے مالک مبصرین ذرائع ابلاغ کے مراکز پر حکومتی منصوبوں کا آپریشن شروع کر دیتے ہیں۔ بحث مباحثہ کا بڑا مقصد منصوبوں کو ناکام ثابت کرنا ہوتا ہے۔ ان میں وہ منصوبے بھی شامل ہیں جنہیں عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے کہ موجود حکومت نے ملک کو ترقی کی شاہراہ پر ڈال لیا ہے۔ گوادر پورٹ سے کاشغر تک پاک چین اقتصادی راہداری پاکستان کے تمام صوبوں اور علاقوں میں خوشحالی کے دروازے کھولے گی لیکن تنقید کے رسیا اس انقلاب آفرین منصوبے کو بھی نہیں بخشتے۔ اس کے روٹ پر اعتراضات کی بارش کی جارہی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ کوریڈور سب صوبوں سے گزرے گا جہاں جہاں سے گزرے گا خوشحالی کا پیغام چھوڑے گا۔

اقتصادی راہداری کے 30 منصوبوں کے ساتھ 51 معاہدوں پر دستخط اور 46 ارب ڈالر کے تاریخ ساز منصوبے پاکستان کی معیشت میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح اس کا باہمی تجارتی حجم 20 ارب ڈالر بن جاتا ہے۔

پاکستانیوں کے لیے فکر مندی کی بات یہ ہے کہ جب سے چین نے پاکستان میں 46 ارب ڈالر کی گرانقدر سرمایہ کاری کے معاہدے کیے ہیں' پاک چین اقتصادی کوریڈور کے لیے وسائل کی فراہمی کا معاہدہ ہوا ہے اس وقت سے بھارت پریشان ہے۔ بھارت ایران کی بندرگاہ چاہ بہار کو فعال بنانے کی بات کر رہا ہے اور افغان صدر کو یقین دلاتا ہے کہ چاہ بہار سے تجارتی سامان بیرون ملک بھیجنے سے انہیں بے تحاشا فوائد حاصل ہوں گے۔ اور تو اور نریندر مودی صاحب خود چین چلے گئے۔ نا معلوم کیا عزائم لے کر گئے لیکن 21 معاہدے کر کے واپس آگئے ہیں۔ شاید مودی سرکار اور بھی کافی جتن کرے گی۔ گوادر بندرگاہ اور پاک چین اکنامک کوریڈور کو ناکام ثابت کرنے میں مودی سرکار اکیلی نہیں' اس میں کئی چہرے اور بھی ہیں جو چاہتے ہیں کہ پاک چین دوستی کے شجر سایہ دار سے پاکستان مستفید نہ ہوسکے۔

ملک موجودہ معاہدوں اور بیرون ملک پاکستان کے بارے میں اعتماد کی جو فضا بن رہی ہے اس سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ سیاست دان تعمیر وطن میں دلچسپی لیں' کچھ وقت کے لیے ایک دوسرے کو گرانے اٹھانے کے دنگل کو بند کر دیں۔ ہمیں اپنے اندر محنت کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

معیشت کا تمام تر دار ومدار دراصل معاشی نقل وحرکت اور پیداواری عمل میں شرکت پر ہوتا ہے۔ معاشی سرگرمی جتنی تیز اور پیداواری نقل وحرکت جتنی زیادہ ہوگی' معاشرے میں معاشی بہتری بھی اتنی ہی زیادہ آئے گی۔ اسی لیے ہدایت کی گئی ہے کہ انسان محنت مزدوری (پیداواری عمل) میں ضرور حصہ لے اور نکما بن کر گھر میں نہ بیٹھ جائے۔ اسے بھیک اور مفت خوری سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے' بلکہ معاشرے کا فعال حصہ بننا چاہیے۔ نیچے والا ہاتھ بننے کی بجائے اوپر والا ہاتھ بننے کی جدوجہد کرو کیونکہ نیچے والا ہاتھ عموماً غیر پیداواری (non-productive) ہوتا ہے۔

اس ضمن میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ہمارے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ایک بار جب آپ

باقی صفحہ 20 پر

علم تفسیر

عہدِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں

تحریر: جناب مولانا عبدالصبور

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خالص عرب تھے' قرآن کو سمجھتے تھے' اس کے معانی ومقاصد پر عربی تقاضوں کے مطابق گرفت رکھتے تھے۔ ان کی تفسیروں میں نہ تو عجمیت کی بو ہے اور نہ ہی بدعات وخرافات کے لیے کوئی جگہ' البتہ فہم قرآن کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اسی لیے جب انہیں کسی آیت کے معنی یا مقصد سمجھنے میں کوئی دقت آتی تو وہ فوراً رسول اللہ ﷺ سے رجوع کرتے اور آپ ﷺ اس کی تشریح کر دیا کرتے تھے۔ اور اگر نبی کریم ﷺ سے رجوع آسان نہ ہوتا یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد کا وقت ہوتا تھا' تو اس وقت ایک دوسرے سے استفسار کرتے' یا اجتہاد کا سہارا لیتے۔ پھر ان کے درمیان قوت فہم وادراک کا تفاوت ظاہر ہوا' ان کا تفاوت الفاظ وکلمات کے معانی سمجھنے میں تھا۔ کئی مفردات کے معانی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم جانتے تھے اور بعض نہیں' اس میں کوئی حرج بھی نہیں اس لیے کہ کوئی بھی زبان پر مکمل عبور کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ آپ دیکھیں سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب "الاب" کا معنی سمجھنے میں دقت ہوئی' اللہ تعالیٰ کے اس قول میں' اسی طرح ﴿وفاکهة وابا﴾ (عبس: ۳۱) انہیں ﴿التخوف﴾ کے معنی میں بھی دشواری ہوئی' اس آیت ﴿او یاخذهم علی تخوف﴾ (النحل: ۴۷) میں' چنانچہ قبیلۂ ہذیل کے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ "تخوف" کا معنی "تنقص" کے ہیں یعنی کمی کر دینا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ﴿فاطر السموات﴾ کا معنی معلوم نہیں تھا۔ یہاں تک کہ میں نے دو بدوؤں کو ایک کنوئیں پر جھگڑتے دیکھا۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا [أنا فطرتها] یعنی میں نے شروعات کی ہیں۔ (الموافقات للشاطبی: ۲/۸۷)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو درج ذیل آیت کا مرادی معنی معلوم نہ تھا ﴿وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود﴾ "تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔" (البقرہ: ۱۸۷) تو وہ اپنے سر کے پاس ایک کالا اور ایک سفید عقال رکھنے لگے۔ پریشان ہو گئے' پھر نبی ﷺ نے اس کی تشریح فرمائی کہ سفید دھاگے سے مراد صبح صادق اور کالے دھاگے سے رات مراد ہے۔ (بخاری: ۵/۱۵۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم قرآن میں متفاوت ہونے کے درج ذیل اسباب ہو سکتے ہیں:

① فہم کے ذرائع جیسے لغت کا علم' کوئی بہت ماہر تھا' غرائب پر دسترس تھی اور کوئی ایسا نہیں تھا اس لیے تفاوت کا پیدا ہونا لازمی تھا۔

② بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ اللہ کے رسول ﷺ کی مجلسوں میں بیٹھا کرتے اور آپ ﷺ کی صحبت کو لازم کر لیتے جبکہ اکثریت کا معمول یہ نہیں تھا اس لیے ان کی معلومات میں تفاوت تو پیدا ہو گا ہی۔

③ آیتوں کے نزول کا سبب ہر صحابی کو نہیں معلوم ہوتا تھا جو آیات کے سمجھنے میں دوا کا کام کرتا تھا' ظاہر ہے تفاوت تو ہو گا ہی۔

④ شرعی علم میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کمال حاصل تھا' اس لیے تفاوت علم ان کے درمیان تھا۔

⑤ باہم عقل وشعور کا فرق' اگرچہ ان کی قوتِ ادراک کی شان غیر صحابی لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں تفسیر کی تدوین نہایت کم تھی' ان کی تفسیر روایت اور تلقین کے ذریعے وجود میں تھی' اگرچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تدوین کا اہتمام کیا' جیسے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے صحیفۂ صادقہ کی تدوین کی تھی۔

تفسیر صحابہؓ کی خصوصیات:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر متعدد خصوصیات کے سبب منفرد وممتاز ہے' ملاحظہ فرمائیں:

① تفسیر میں اسرائیلی روایتوں کا قلت استعمال' چونکہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت اسلام کے اس چشمۂ صافی سے کی تھی جو شہوانی خواہشات' اختلافات اور افتراء پردازیوں کے گدلے پن سے پاک رہا' اور اسی تربیت نے ایک بار نبی ﷺ کو غضبناک کر دیا تھا' جب آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا نسخہ دیکھا۔ (الدر المنثور للسیوطی: ۲/۴۸)

② ان کی تفسیر تمام آیتوں پر مشتمل نہیں تھی' کیونکہ بہت ساری آیتیں ان کے یہاں واضح تھیں' اس لیے انہوں نے غور وخوض کی ضرورت محسوس نہ کی۔

③ تفسیر کرتے وقت وہ نہ تو تکلف سے کام لیتے تھے اور نہ ہی بال کی کھال اتارنے کی مذموم کوشش کرتے تھے۔ وہ آیات کے عام معنی پر اکتفاء کرتے ہوئے تفصیل سے پرہیز کرتے تھے۔ جیسے آیت ﴿وفاکهة وابا﴾ کی تفسیر کی گئی: "بندوں پر اللہ کی نعمتوں کی گنتی ہے۔" (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: ۱۳/۳۷۲)

④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں تفسیر کی تدوین نہایت کم تھی' ان کی تفسیر روایت اور تلقین کے ذریعے وجود میں تھی' اگرچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تدوین کا اہتمام کیا' جیسے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے صحیفۂ صادقہ کی تدوین کی تھی۔ جس کے بارے میں وہ کہتے تھے: "یہ وہ صادقہ ہے جس کو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ڈائریکٹ سنا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔" (الطبقات الکبری لابن سعد: ۱۷/۱۸۹)

تفسیر میں صحابہؓ کا منہج:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر کی بنیاد تین چیزوں پر ہے:

اول: قرآن کی تفسیر قرآن کے ذریعے:

قرآنی آیات میں کسی مسئلہ یا حکم کے بارے میں کہیں اجمالی ذکر ہے تو دوسری جگہ اس کی توضیح بھی موجود

ہے' اگر کہیں کسی مسئلہ میں اختصار سے کام لیا گیا ہے تو دوسری جگہ اس کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے' کہیں کسی حکم کا عمومی ذکر ہے تو دوسری جگہ اسی حکم کو خاص کر دیا گیا ہے' کہیں مطلق کا بیان ہے تو دوسری آیت کے ذریعے اس کو مقید بھی کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح تفسیر جاری رہی' کہیں قرآنی قصوں کا ذکر انتہائی مختصر ہوا ہے اور کہیں اسی قصے کو دوسری جگہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جیسے سیدنا آدم علیہ السلام وابلیس کا قصہ' سیدنا موسیٰ کا قصہ فرعون کے ساتھ۔ اس طرح کی تفسیر کو علامہ ابن تیمیہؒ نے سب سے اچھا قرار دیا ہے۔ (مقدمہ فی اصول التفسیر: ۹۳)

دوم: قرآن کی تفسیر اقوال رسولؐ کے ذریعے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی آیت کی تفسیر قرآن میں نہیں پاتے تو فوراً رسول اکرم ﷺ کی طرف رجوع کرتے اور آپ ﷺ فوراً تفسیر بیان کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم احادیث کی کتابوں میں تفسیر کو باضابطہ ایک باب کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ جہاں نبی ﷺ سے روایت کردہ تفسیروں کی کثرت ہے' اسی لیے ہم صحابہ کے سوالوں پر مشتمل ڈھیر ساری روایتیں پاتے ہیں' جیسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم﴾ (الانعام: ۸۲) ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہیں ملایا۔'' تو صحابہ پر یہ بات شاق گذری اور عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاملہ یہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو' کیا قرآن میں اللہ کے نیک بندے کا قول نہیں سنا؟ ﴿یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم﴾ (لقمان: ۱۳) ''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا' اس لیے کہ شرک ظلم عظیم ہے۔'' وہ ظلم درحقیقت شرک ہے۔'' (بخاری ومسلم)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے حج اکبر کے بارے میں سوال کیا' آپ ﷺ نے جواب دیا: ''یوم النحر' قربانی کا دن۔'' (ترمذی: ۲۹۱/۳)

اللہ کے رسول ﷺ سے مروی تفسیر کا بڑا حصہ بغیر سوال کے وارد ہوا ہے' جیسے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' کہتے ہیں' میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ﴿واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ﴾ (الانفال: ۶۰) ''تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو۔'' ..... ''جان لو! قوت' تیر اندازی ہے۔'' (مسلم: ۱۵۲۲/۳)

تیر اندازی کو اس دور میں بہت بڑا جنگی ہتھیار اور نہایت اہم فن تصور کیا جاتا تھا۔ سیدنا انس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «الکوثر» ایک نہر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں عطا فرمایا۔ (مسلم' مسند احمد)

سوم: اجتہاد واستنباط:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی آیت کی تفسیر قرآن یا سنت رسول ﷺ میں نہ پا سکے' اس وقت انہوں نے اجتہاد کیا' وہ خالص عرب تھے' قرآن کے نزول کے عینی شاہد تھے' نبی اکرم ﷺ کی صحبت میسر تھی اور قرآن عظیم انہی کی زبان عربی میں نازل ہوا۔ انہیں بسا اوقات اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ذہن ودماغ کو استعمال کیا جائے۔ چنانچہ اجتہاد کے جتنے آلے ہوتے ہیں اور جتنی شرطیں ہوتی ہیں' ان میں بدرجۂ اتم موجود تھیں' ذیل میں ان چیزوں کی طرف نشاندہی کی جارہی ہے جو اجتہاد کو مضبوطی عطا کرتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی آیت کی تفسیر قرآن یا سنت رسول ﷺ میں نہ پا سکے' اس وقت انہوں نے اجتہاد کیا' وہ خالص عرب تھے' قرآن کے نزول کے عینی شاہد تھے' نبی اکرم ﷺ کی صحبت میسر تھی اور قرآن عظیم انہی کی زبان عربی میں نازل ہوا۔

① عربی زبان کے ڈھانچے اور اسرار ورموز کے وہ جانکار تھے اور یہ چیز مددگار ثابت ہوئی' آیتوں کے مفاہیم تک پہنچنے کے لیے۔

② وہ عرب کے اخلاق وعادات سے واقف تھے اور یہ واقفیت ان کی معاون بنی' ان آیتوں کے سمجھنے میں جو عربوں کے سلوک اور عادات کی اصلاح کے لیے نازل ہوئیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿انما النسیء زیادۃ فی الکفر﴾ (التوبہ: ۳۷) ''مہینوں کی تقدیم وتاخیر کفر میں زیادتی کا آئینہ دار ہے۔'' دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ان کی دوسری عادت بیان کرتا ہے: ﴿ولیس البر بان تأتوا البیوت من ظھورھا﴾ (البقرہ: ۱۸۹) ''نیکی یا بھلائی یہ نہیں ہے کہ گھروں میں پچھلے حصے سے داخل ہو' اس جیسی آیتیں جو عادات عرب پس متعلق ہیں' ان کا مفہوم وہ اچھی طرح سمجھتے تھے اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ وہ عربوں کے جاہلی دور سے آشنا تھے۔

③ جزیرۃ العرب میں موجود یہود ونصاریٰ کے حالات سے وہ واقف تھے اور اس وقت قرآن نازل ہو رہا تھا' یہ معرفت مددگار تھی ان آیات کے سمجھنے میں جو یہود ونصاریٰ کے احوال ودسیسہ کاریوں سے متعلق تھیں۔

④ شان نزول سے واقفیت رکھتے تھے' جو بہت ساری آیات کے سمجھنے میں معاون تھیں' وہ قرآن کے نزول اور واقعات وحوادث کے عینی شاہد تھے۔

⑤ اللہ نے انہیں ایسی قوت فہم دے رکھی تھی جس کی وجہ سے بہت سارے معانی ومفاہیم ان کے لیے واضح تھے اور اس کا اندازہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تفسیری اختلافات موجود تھے اور یہ ان کی عقلی صلاحیتوں میں پائے جانے والے تفاوت کی بنا پر تھا' ان کا اختلاف ایسا بھی نہیں تھا جو بدعت ونفس پرستی کو دعوت دیتا ہو۔

مشہور مفسرین صحابہ:

تفسیر کے باب میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہرت ملی' ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

سیدنا ابوبکر صدیق' سیدنا عمر فاروق' سیدنا عثمان غنی' سیدنا علی المرتضیٰ' سیدنا عبداللہ بن مسعود' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا عبداللہ بن زبیر بن العوام' سیدنا اُبی بن کعب' سیدنا زید بن ثابت' سیدنا ابوموسیٰ اشعری' سیدہ عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین' ان کے علاوہ بھی صحابہ کرام کی ایک تعداد ایسی ہے جن سے تفسیری روایات منقول ہیں' لیکن انہیں اس فن کے حوالے سے شہرت نہیں ملی۔ جیسے سیدنا انس بن مالک' سیدنا ابوہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا جابر بن عبداللہ' سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

تفسیر کے میدان میں چار ایسے صحابہ ہیں جن سے تفسیری مرویات کثرت سے وارد ہوئی ہیں:

1. سیدنا علی بن ابی طالب 2. سیدنا عبداللہ بن عباس
3. سیدنا عبداللہ بن مسعود 4. سیدنا اُبی بن کعب

سیدنا علی رضی اللہ عنہ تفسیر کے باب میں اپنی وسعت علمی کے لیے معروف تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں مرجع علم قرار دیئے گئے۔ چونکہ اس وقت اسلامی ملک کا رقبہ خوب وسیع ہو چکا تھا اور لوگ کثرت سے حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہر طرح کی ذمہ داریوں سے الگ تھے۔ تفسیر کو مشغلہ بنایا اور لوگوں کی علمی تشنگی بجھاتے رہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ بقیہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تفسیری مدارس (جدید اصطلاح میں) کی بنیاد رکھی، آیئے ان مدارس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں:

۱۔ مدرسہ عبداللہ بن عباسؓ (مکہ مکرمہ):

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے تھے، ان کی والدہ لبابہ کبریٰ بنت حارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین میمونہ بنت حارث کی بہن ہیں، اس طرح سیدہ میمونہ سیدنا عبداللہ بن عباس کی خالہ ہوئیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''ابن عباس بہت اچھے قرآن کے ترجمان ہیں۔'' (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ۳/۳۴۷)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی: [اللھم فقھه فی الدین وعلمه التأویل] (مسند احمد: ۲۶۶) ''اے اللہ! انہیں دین میں تفقہ عطا کر اور تاویل (تفسیر) کا علم عنایت فرما۔''

مشہور تابعی ومفسر حضرت طاؤس کہتے ہیں: ''میں نے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر اس لڑکے (ابن عباس) کی صحبت اختیار کی، میں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا، جب وہ کسی معنی میں مختلف فیہ ہوتے تو سب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر متفق ہو جاتے۔'' (الاصابۃ لابن حجر: ۲/۳۳۳)۔ ۶۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی باب تفسیر میں زبردست شہرت ومنزلت کے سبب ان کی جانب بے شمار تفاسیر گھڑی (وضع، منسوب کی) گئیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگردوں میں مجاہد بن جبیر، سعید بن جبیر، طاؤس بن کیسان، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ (ابن عباس کے غلام) وغیرہم کا شمار ہوتا ہے۔

۲۔ مدرسہ ابن مسعودؓ (کوفہ):

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اسلام میں داخل ہونے والے چھٹے شخص ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے طہارت، مسواک اور جوتے کا اہتمام کرتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جس شخص کو پسند ہو کہ وہ قرآن کو اسی طرح پڑھے جس طرح نازل ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ام عبد کے لڑکے (ابن مسعود) کی قراءت اختیار کرے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلتے تھے (دفاعی انداز میں) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے تو یہ آڑ بن جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہوتے تو وقت پر جگایا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جس شخص کو پسند ہو کہ وہ قرآن کو اسی طرح پڑھے جس طرح نازل ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ام عبد کے لڑکے (ابن مسعود) کی قراءت اختیار کرے۔'' (مسند احمد: ۱/۷)

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں انہیں کوفہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو قرآن کی قراءت اور تفسیر کی تعلیم دیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا: ''میں نے اہل کوفہ کے پاس ایک ایسے شخص کو بھیجا ہے جو علم کا ذخیرہ ہے اور ہم میں سب سے زیادہ جاننے کار۔'' (الطبقات الکبری لابن سعد: ۶/۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ آئے تو اہل کوفہ نے ان سے کہا: ''ہم نے ابن مسعود سے زیادہ با اخلاق، بہترین معلم اور انتہائی متقی وپرہیزگار شخص نہیں دیکھا۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کیا تم سچے دل سے یہ باتیں کہہ رہے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہاں، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! میں تیری گواہی دیتا ہوں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان سے زیادہ افضل رائے رکھتا ہوں۔'' (الطبقات الکبری: ۳/۱۵۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں خود بیان کرتے ہیں: ''وحدہٗ لاشریک کی قسم! قرآن کی کوئی ایسی آیت نہیں جسے میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں اور کہاں نازل ہوئی اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ قرآن کے بارے میں معلومات رکھتا ہے تو میں وہاں اس کے پاس ضرور جاؤں گا۔'' (الطبری: ۱/۸۰)۔ ۳۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے مشہور تلامذہ میں سے مسروق بن جدع، علقمہ بن قیس النخعی، اسود بن یزید، قتادہ بن دعامہ السدوسی، ابوعبدالرحمٰن السلمی اور عمرو بن شرحبیل قابل ذکر ہیں۔

۳۔ مدرسہ ابی بن کعبؓ (مدینہ منورہ):

قبیلۂ خزرج کے انصاری صحابی ہیں، بیعت عقبۂ اولیٰ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے وحی لکھنا شروع کی، سید القراء کا خطاب ملا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: ''اللہ کی کتاب (قرآن) کے سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب ہیں۔'' (ترمذی: ۵/۶۶۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورہ ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ پڑھ کر سناؤں۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔'' اتنا سنتے ہی وہ رو پڑے۔ (مسند احمد: ۳/۱۳۰)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابوالعالیہ الریاحی نے تفسیر کا ایک بڑا حصہ ان سے نقل کیا ہے جسے ابن جریر، ابن ابی حاتم، امام حاکم اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگردوں میں ابوالعالیہ الریاحی، زید بن اسلم، محمد بن کعب القرظی، ان کے صاحبزادے طفیل بن ابی بن کعب کا شمار ہوتا ہے۔

[redacted]

صحابی کی تفسیر دو قسموں پر مشتمل ہے:

① وہ تفسیر جہاں رائے اور عقل کی گنجائش نہ ہو جیسے غیبی

باقی صفحہ 9 پر

اسلام دین اعتدال

تحریر: جناب مولانا محمد اشرف

اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر دین ہے' اس کی تعلیمات عقل وفطرت کے موافق ہیں' یہ کامل واکمل دین ہے' بندوں کے مصالح کا ضامن ہے' اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ومقبول دین ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المآئدۃ: 3)

''آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔''

اور فرمایا:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (ال عمران: 19)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (ال عمران)

''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے' اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔''

ہمارے نبی ﷺ جو اس دین کو لے کر آئے وہ انسانیت کے لیے ہمدرد' انتہائی خیر خواہ' بڑے مہربان اور بندوں کی ہدایت وسعادت کے لیے فکر مند تھے' امت کو آپ نے ہر چیز کی رہنمائی کی' ہر شر سے ڈرایا اور انسانیت کو روشن اور صاف وشفاف شاہراہ پر چھوڑ گئے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ.]

''میں نے تمہیں روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے اس سے جو بھی ہٹے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔''

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے جملہ مسائل کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں تلاش کریں۔ اس وقت جب ہم معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ پورا معاشرہ معاصی وجرائم سے گھرا ہوا ہے' ہر طرف اضطراب وبے چینی' بدامنی' ظلم وزیادتی' جبر واستحصال' حق تلفی' ناانصافی' بدزبانی' وعدہ خلافی' رہزنی' قتل وغارت گری اور فحاشی وبے حیائی کا بازار گرم ہے۔ نئی نسل فکری ارتداد کا شکار ہے' مسلکی تعصب' تفرقہ بازی' فتنہ تکفیر' اعتقادی بگاڑ عروج پر ہے۔ اس کے متعدد اسباب وعوامل ہیں' ان میں ایک اہم سبب یہ ہے کہ لوگ غلو وتقصیر اور افراط وتفریط کے شکار ہیں اور ایک بڑا طبقہ جادہ اعتدال سے منحرف ہے۔ اقوام وملل کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ان کی تباہی وبربادی کی ایک وجہ منہج اعتدال سے انحراف تھی جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ.]

''تم غلو سے بچو تم سے پہلے والوں کو دینی غلو نے ہلاک کر دیا۔'' (سنن ابن ماجہ' المناسک)

اسلام دین اعتدال ہے اور یہ دیگر ادیان ومذاہب کے مقابلے میں افراط وتفریط سے پاک دین ہے اور اپنے ماننے والوں کو ہر شعبے میں راہ اعتدال اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام دین اعتدال ہے اور یہ دیگر ادیان ومذاہب کے مقابلے میں افراط وتفریط سے پاک دین ہے اور اپنے ماننے والوں کو ہر شعبے میں راہ اعتدال اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ اعتقادات ہوں یا عبادات' معاملات ہوں یا عادات' اخلاقیات ہوں یا تعلقات' یہی وجہ ہے کہ کائنات کا پورا نظام اعتدال وتوازن پر مبنی ہے' اگر ذرا بھی اختلال پیدا ہو جائے تو نظام زندگی درہم برہم ہو جائے' دنیا کی طرح دینی تعلیمات میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

دین اسلام کی وسطیت کو واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (الانعام: 103)

''اور یہ کہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے' سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا اللہ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔''

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

[ان الصراط المستقيم الذي وصانا الله به وباتباعه هو الصراط الذي كان عليه رسول الله ﷺ واصحابه وهو قصد السبيل وما خرج عنه فهو من السبل الجائرة والجائر عنه اما مفرط ظالم او مجتهد متاول او مقلد جاهل وكل ذلك قد نهى الله عنه، فلم يبق الا الاقتصاد والاعتصام بالسنة وعليها مدار الدارين] (اغاثة اللهفان: 1/131)

''صراط مستقیم جس پر چلنے اور قائم رہنے کی اللہ نے ہمیں تاکید فرمائی ہے وہ وہی راستہ ہے جس پر اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گامزن تھے' وہ اعتدال کی راہ ہے' اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ ٹیڑھی راہیں ہیں۔ جو لوگ سیدھی راہ سے ہٹ کر چلیں گے وہ حد سے بڑھے ہوئے ظالم ہوں گے' یا تاویل کرنے والے مجتہد ہوں گے' یا تقلید کرنے والے جاہل ہوں گے' اور اللہ نے ایسی ہر بات سے منع کیا ہے تو پھر ایک ہی سچ

بات رہ جاتی ہے' وہ ہے میانہ روی اور مسنون طریقے کا التزام اور اسی پر دین کا دارومدار ہے۔''

اگر ہم سابقہ شریعتوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں افراط وتفریط عام تھی اور یہی چیز ان کی تباہی وبربادی کا باعث بنی' اللہ نے اہل کتاب کو اس مذموم وصف سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾ (النسآء: 171)

''اے اہل کتاب! اپنے اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو۔''

اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے یہاں افراط وتفریط کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

عقائد واعمال میں اعتدال:

اہل کتاب کے یہاں عقیدے میں افراط وتفریط:

یہودیوں کا عقیدہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں (معاذ اللہ) یہ تھا کہ وہ زانیہ کے لڑکے ہیں' ان کی ماں پر زنا کا الزام لگایا جیسا کہ اللہ نے کہا:

﴿وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا﴾ (النسآء: 156)

''اور ان کے کفر کے باعث اور مریم پر بہت بڑا بہتان باندھنے کے باعث۔''

نصاریٰ نے ان کی شان میں غلو سے کام لیا اور کسی نے ان کو اللہ' کسی نے ابن اللہ اور کسی نے ثالث ثلاثہ کہا۔ جیسا کہ اللہ نے ان کا عقیدہ ذکر کیا ہے کہ

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (المآئدۃ: 73)

''وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہو گئے جنہوں نے کہا اللہ تین میں سے تیسرا ہے' دراصل سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں۔ اگر یہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ رہے تو ان میں سے جو کفر پر رہیں گے' انہیں المناک عذاب ضرور پہنچے گا۔''

اسلام نے افراط وتفریط سے بچتے ہوئے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق جو عقیدہ پیش کیا وہ اعتدال پر مبنی ہے' اللہ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ (النسآء: 171)

''مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں' جسے مریم علیہا السلام کی طرف ڈال دیا گیا تھا اور اس کے پاس روح ہیں' اس لیے تم اللہ کو اور اس کے سب رسولوں کو مانو اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں' اس سے باز آجاؤ کہ تمہارے لیے بہتری ہے' اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو' اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔''

اور فرمایا:

﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (المآئدۃ: 75)

''مسیح ابن مریم سوائے پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں' اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں' دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے' آپ دیکھیے کس طرح ہم ان کے سامنے دلیلیں رکھتے ہیں' پھر غور کیجیے کہ کس طرح وہ پھرے جاتے ہیں۔''

یقیناً اعتدال کے زریں اصولوں کو چھوڑنے کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی شان میں غلو کیا گیا۔ انہیں الٰہی اختیارات دے دیا گیا جس کی وجہ سے لوگ صراط مستقیم سے دور ہو گئے اور شرک وکفر اور بدعت وضلالت کے عمیق غار میں

یقیناً اعتدال کے زریں اصولوں کو چھوڑنے کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی شان میں غلو کیا گیا۔ انہیں الٰہی اختیارات دے دیا گیا جس کی وجہ سے لوگ صراط مستقیم سے دور ہو گئے اور شرک وکفر اور بدعت وضلالت کے عمیق غار میں ڈوب گئے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے تئیں یہی خدشہ تھا کہ جس کی بنا پر آپ نے اپنی امت کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

[لاَ تُطْرُونِي، كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ، وَرَسُولُهُ.]

''تم لوگ میرے بارے میں غلو نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کے بارے میں کیا' میں اللہ کا بندہ ہوں' تو تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔'' (بخاری)

ایسی واضح ہدایت ہونے کے باوجود لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بہت سے باطل عقائد ونظریات قائم کر لیے ہیں جن کا اسلام سے دور دور کا واسطہ نہیں۔

اہل کتاب کے یہاں اعمال میں افراط وتفریط:

یہود کے یہاں بیوی کو طلاق کے بعد رجعت کا حق نہیں' اسلام نے طلاق کا حق دیا' پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجعت کا بھی حق دیا۔ کیونکہ بسا اوقات انسان جلد بازی میں فیصلہ کر بیٹھتا ہے بعد میں افسوس کرتا ہے' اسلام نے بندوں کی اس مصلحت کا پورا خیال کیا۔ اسی طرح یہودی حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا' اٹھنا بیٹھنا حرام سمجھتے اور اسے ایک کمرے میں بند کر دیتے ہیں' اس کے برخلاف نصاریٰ حائضہ سے وطی کو جائز سمجھتے تھے' اس سلسلہ میں بھی اسلام کی تعلیم معتدل ہے۔ اسی طرح یہود کے پاس قصاص یقینی اور لازمی ہے معافی کی کوئی گنجائش نہیں' نصاریٰ کے ہاں معافی لازمی ہے' اسلام نے مقتول کے اولیاء کو قصاص اور معافی کے درمیان اختیار دیا اور دیت لینے یا مطلق معاف کر دینے کا اختیار دیا۔

عبادات میں اعتدال:

اسلام دین یسر ہے' اور تنطع اور تشدد کا مخالف ہے'

جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرۃ: 185)

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے وہ تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: 78)

''اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔''

اور فرمایا:

﴿طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝﴾ (طٰہٰ)

''ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑ جائے۔''

حدیث میں ہے' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ، قَالَهَا ثَلَاثًا]

''اپنی طرف سے دین میں سختی کرنے والے ہلاک ہو گئے۔'' آپ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ (مسلم)

عبادت جو انس وجن کی تخلیق کا مقصد ہے' اس میں بھی اعتدال کا حکم دیا گیا' بے جا تشدد اور سختی سے روکا گیا۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث موجود ہیں۔

عبادت جو انس وجن کی تخلیق کا مقصد ہے' اس میں بھی اعتدال کا حکم دیا گیا' بے جا تشدد اور سختی سے روکا گیا۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث موجود ہیں۔ بطور مثال چند کا ذکر کیا جا رہا ہے:

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

[كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا، وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.]

''میں نبی ﷺ کے ساتھ (آپ کی اقتداء میں) نمازیں پڑھتا تھا' پس آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ۔'' (مسلم)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر آئے' ان سے نبی ﷺ کی عبادات کے متعلق پوچھتے تھے' جب ان کو (اس کی تفصیل) بتلائی گئی تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ اس لیے میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا' دوسرے نے کہا' کبھی روزے کا ناغہ نہیں کروں گا' تیسرے نے کہا' میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ (رسول اللہ ﷺ کو جب یہ باتیں پہنچیں تو) آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا کہ تم نے اس طرح کہا ہے؟ (جب اس کا جواب انہوں نے اثبات میں دیا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا سب سے زیادہ خوف دل میں رکھنے والا ہوں' لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں' (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں (پس یہ سارے کام ہی میری سنت ہیں) اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا پس وہ مجھ سے نہیں۔'' (بخاری ومسلم)

یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوق عبادت قابل رشک تھا مگر حد اعتدال سے متجاوز تھا جس کی بنا پر آپ نے اسے خلاف سنت قرار دیا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ عبادات میں منہج اعتدال کو ترک کرنے سے انسان بدعت وضلالت کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرما دیا تھا۔ (یعنی ہجرت کے بعد) پس سیدنا سلمان (ایک روز اپنے اسلامی بھائی) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے (ان کے گھر) گئے تو انہوں نے دیکھا کہ (ان کی اہلیہ) ام درداء میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں' انہوں نے سبب پوچھا (یہ) تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا' تمہارے بھائی ابوالدرداء کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں۔ (اتنے میں) سیدنا ابوالدرداء بھی تشریف لے آئے اور انہوں نے اپنے بھائی سلمان کے لیے کھانا تیار کیا اور ان سے کہا: تم کھاؤ' میرا تو روزہ ہے' انہوں نے فرمایا: میں تو اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تم بھی (میرے ساتھ) نہیں کھاؤ گے' چنانچہ انہوں نے بھی (نفلی روزہ توڑ کر ان کے ساتھ) کھایا۔ پھر جب رات ہوئی تو وہ نوافل پڑھنے لگے' سیدنا سلمان نے ان سے کہا: (ابھی) سو جاؤ' چنانچہ وہ سو گئے' پھر تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر نوافل پڑھنے لگے' سیدنا سلمان نے انہیں (پھر روک دیا) کہا: سو جاؤ' جب رات کا آخری پہر ہوا تو سیدنا سلمان نے ان سے کہا: اب اٹھ کر قیام کرو' چنانچہ دونوں نے اکٹھے نوافل پڑھے' پھر سیدنا سلمان نے ابوالدرداء سے خطاب کر کے کہا: یقیناً تمہارے رب کا تم پر حق ہے' اور تمہارے گھر والوں (بیوی بچوں) کا (بھی) تم پر حق ہے' اس لیے ہر صاحب حق کو اس کا حق دو۔ پھر سیدنا سلمان نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا۔'' (بخاری)

اس حدیث میں عبادات میں اعتدال نہ ہونے کا نقصان واضح ہے کہ اس سے حقوق کی پامالی ہوتی ہے' ایک انسان حقوق اللہ کی ادائیگی میں جب شرعی حدود کو تجاوز کر جاتا ہے تو بہت سارے حقوق کی پامالی ہو جاتی ہے جو موجب خسران ہے۔ اس لیے انفرادی واجتماعی فلاح کے لیے عبادات میں بھی اعتدال کی روش اختیار کرنا ہوگی۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔ وہ بھی بڑے عبادت گزار تھے' ہمیشہ دن میں روزہ رکھتے' پوری رات قیام اللیل کرتے اور قرآن کثرت سے پڑھتے۔ جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں بھی عبادات میں اعتدال ومیانہ روی اختیار کرنے اور دین ودنیا دونوں کے تقاضوں کو پورا کرنے کا حکم دیا' آپ ﷺ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

[فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.]

''یعنی تم پر تمہارے جسم کا بھی حق ہے' تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے' تمہاری بیوی کا بھی حق ہے' تمہارے مہمان کا بھی حق ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے نصیحت کرتے وقت یہ بات بھی کہی تھی کہ

[إِنَّكَ لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمُرٌ]

''تمہیں نہیں معلوم شاید تمہاری عمر دراز ہو۔''

چنانچہ میں اس حال کو پہنچ گیا جو میری بابت نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ پس جب میں بوڑھا ہو گیا تو میں نے چاہا کہ کاش میں وہ رخصت قبول کر لیتا جو اللہ کے پیغمبر مجھے دے رہے تھے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو (دیکھا) کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے' آپ ﷺ نے پوچھا کہ رسی کیا ہے؟ (یعنی کس مقصد کے لیے ہے) لوگوں نے بتلایا کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے' جب وہ (عبادت کرتے کرتے) تھک جاتی ہیں تو اس کے رسی کا سہارا لیتی ہیں (تا کہ سستی دور ہو جائے) نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کھول دو' تم میں سے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ وہ اس وقت نماز پڑھے جب وہ فرحت ونشاط محسوس کرے' جب سست ہو جائے تو وہ سو جائے۔'' (بخاری ومسلم)

مذکورہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ عبادات میں اسلام کے دیے ہوئے منہج سے ہٹنے کی وجہ سے نقصان یہ ہوتا ہے کہ آدمی عبادات سے اکتا جاتا ہے اور مداومت اختیار نہیں کر پاتا جب کہ اللہ کو وہ عمل محبوب ہے جس پر مداومت اختیار کی جائے اگرچہ وہ عمل کم کیا جائے۔

اخلاقیات ومعاملات میں اعتدال:

اسلام نے عقائد وعبادات کی طرح اخلاقیات ومعاملات میں بھی اعتدال کی تعلیم دی ہے اور تشدد کی بجائے لوگوں کے ساتھ نرمی اور آسانی کرنے کا حکم دیا ہے' اسلام کی یہ ایسی خوبی ہے جس سے دشمنوں کے قلوب کو فتح کیا جا سکتا ہے اور انہیں اسلام کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے اور انتہائی قلیل مدت میں اسلام کی اشاعت میں اس کا خصوصی کردار رہا ہے۔ اگر آج بھی یہ وصف ہم اپنے اندر پیدا کر لیں تو ہمارے بہت سارے مسائل کا حل پیدا ہو سکتا ہے اور معاشرے کا اضطراب وبے چینی اور بدامنی' فتح وکامرانی اور امن وشانتی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

معاملات واخلاقیات میں اعتدال کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ کوئی بھی معاملہ کرنے میں نہ بہت نرمی کی راہ اپنائی جائے اور نہ بہت سختی کی۔ بلکہ اعتدال اور میانہ روی اختیار کیا جائے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا اسوہ ہمارے لیے کافی ہے۔ اگر آپ ایک طرف انتہائی مہربان تھے تو دوسری طرف احکام شریعہ کی بے حرمتی کے وقت سخت غضب ناک ہو جاتے' اس سلسلے میں کتاب وسنت کے چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (ال عمران: 159)

''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔''

اسلام نے عقائد وعبادات کی طرح اخلاقیات ومعاملات میں بھی اعتدال کی تعلیم دی ہے اور تشدد کی بجائے لوگوں کے ساتھ نرمی اور آسانی کرنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ.]

''اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کرنے کو پسند فرماتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً دوسری حدیث مروی ہے:

[إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ.]

''بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے' نرمی کو پسند فرماتا ہے' نرمی پر وہ جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ سختی پر اور اس کے علاوہ کسی چیز پر عطا نہیں فرماتا۔'' (مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

[إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ.]

''جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے وہ اسے زینت دار بنا دیتی ہے اور جس چیز سے یہ نکال لی جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔'' (مسلم)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ.]

''جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔'' (مسلم)

اسی طرح حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا' پس لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اسے زدوکوب کریں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ [فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ.] اس لیے کہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو' سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔'' (بخاری)

اسی طرح آپ ﷺ نے عمومی تعلیم یہ دی کہ

[لَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا، وَلَا تُنَفِّرُوا.]

''آسانی کرو' سختی نہ کرو' خوشخبری دو اور نفرت مت دلاؤ۔'' (بخاری ومسلم)

سیدنا ابومسعود عقبہ بن عمرو بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' فلاں آدمی کے ہمیں لمبی نماز پڑھانے کی وجہ سے میں صبح کی نماز میں پیچھے رہ جاتا ہوں' پس میں نے نبی ﷺ کو کسی وعظ میں اتنا غضب ناک نہیں دیکھا جتنا اس دن آپ نے غصے کا اظہار فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگو! تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے ہیں' پس' تم میں سے جو شخص لوگوں کی امامت کرائے اسے چاہیے کہ اختصار سے کام لے' اس لیے کہ اس کے پیچھے بوڑھے' بچے اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

اسی طرح قریش نے مخزمیہ عورت کے چوری کے معاملے میں سفارش کی تو آپ ﷺ نے سخت غصے کا اظہار کیا۔ (بخاری ومسلم)

اسی طرح آپ ﷺ ایک مرتبہ ایک سفر سے آئے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر کے سامنے چبوترے پر ایک پردہ ڈال رکھا تھا جس میں تصاویر تھیں' جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اسے فوراً پھاڑ دیا اور غصے سے آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ (بخاری)

سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب

تحریر
جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ قریش خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ ہاشمی نوجوان تھے۔ ان کا خاندان عرب کا بہت نمایاں اور معروف خاندان تھا۔ وہ ایک عظیم سردار کے نامور بیٹے تھے۔ بچپن ہی سے بڑے ناز ونعم میں پلے۔ بڑے ہوئے تو دیگر قریشیوں کی طرح ان کی دلچسپی بھی گھڑ سواری اور تلوار چلانے پر مرکز ہو گئی۔ اس زمانے کے نوجوانوں کے پسندیدہ کام یہی تھے۔ وہ گھڑ سواری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے' تلوار چلاتے' داؤ پیچ سیکھتے اور پھر دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑ کر اسے مہارت سے گھمانے اور چلانے کی مشق کرتے تھے۔ یہی ان کا روزمرہ کا مشغلہ تھا۔

یہ نوجوان جس کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی' بلکہ سردار عبدالمطلب کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ان کا مکہ میں ایک خاص مقام تھا۔ یہ عمر میں اللہ کے رسول ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے' اس لیے اپنے والد گرامی کو بہت محبوب تھے۔ ان کا رشتہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ محض چچا ہونے ہی کا نہ تھا بلکہ یہ آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ کیونکہ ان کو بھی ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کو بھی والدہ محترمہ کے بعد جس خاتون نے دودھ پلایا تھا وہ یہی ثویبہ تھیں۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہالہ بنت اُہیب تھا۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی والدہ محترمہ کی چچا زادی تھیں۔ آپ کی کنیت ابوعمارہ تھی اور طبیعت بہت مہم جو اور خطر آزما تھی۔ سردار عبدالمطلب کی وفات کے وقت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر صرف دس برس کی تھی' اس لیے ان کی تربیت زیادہ تر ننھیال میں ہوئی۔ عرب میں اس وقت شاعری اور انساب کا علم اعلیٰ تعلیم میں شمار ہوتا تھا۔ جنگی مہارت' گھڑ سواری اور شکار وغیرہ معزز فنون میں شامل تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شعر وشاعری سے بھی لگاؤ رکھتے تھے۔ آپ بہت بہادر اور جنگجو تھے۔ اکثر جنگلوں میں جا کر گھڑ سواری' نیزہ بازی' شمشیر زنی اور تیر اندازی کی مشق کیا کرتے تھے۔

مکہ کے ظلمت بھرے ماحول میں دعوتِ اسلام کی روشنی نمودار ہو چکی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ چند صحابہ کے ساتھ کلمۂ توحید کی تبلیغ کر رہے تھے جبکہ کفر کی قوت بھرپور طاقت سے اسلام کی شمع بجھانے کی مذموم کوشش میں مصروف تھی۔ ابوجہل مشرکوں کا سرغنہ تھا۔ اس کا کام یہی تھا کہ جب کوئی کمزور مسلمان ہتھے چڑھ جاتا تو اس کی خوب خبر لیتا' اسے مارتا اور گالیاں دیتا۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی اس کی سفاکیوں سے محفوظ نہ تھے۔ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ صفا کی پہاڑی کے قریب تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ابوجہل سے آمنا سامنا ہو گیا۔ اس نے بڑی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا' گالیاں دیں' بکواس کی مگر اللہ کے رسول ﷺ خاموشی اور تحمل سے اس کی بکواس سنتے رہے۔ ابوجہل خواہ مخواہ آپے سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک اس نے ایک پتھر اُٹھایا اور اللہ کے رسول ﷺ پر دے مارا۔

صفا پہاڑی کے اوپر عبداللہ بن جدعان کا گھر تھا۔ یہ شخص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس کی ایک لونڈی ابوجہل کی بدسلوکی اور جناب رسالت مآب کے صبر وتحمل کا یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ اس سے ابوجہل کی یہ سنگین زیادتی برداشت نہ ہو سکی۔ وہ اس خیال سے دل ہی دل میں کُڑھ رہی تھی کہ ابوجہل نے اتنی برگزیدہ شخصیت پر ستم کیوں ڈھایا؟ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے تھا' پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ابوجہل کی کمینی حرکت کی شکایت ضرور کرے گی۔

تاریخ کے اوراق یہ وضاحت نہیں کرتے کہ وہ لونڈی مسلمان تھی یا نہیں' بہرحال اس نے یہ کارنامہ ضرور انجام دیا کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے انتظار میں بیٹھ گئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے لوٹے۔ انہوں نے شکاری لباس پہنا ہوا تھا اور کندھے پر کمان لٹک رہی تھی۔ وہ آتے ہی حرم میں داخل ہوئے۔ ان کی عادت تھی کہ جب بھی شکار سے واپس آتے گھر جانے سے قبل بیت اللہ کا طواف ضرور کرتے تھے۔ اسی دوران کنیز نے انہیں روک لیا اور ابوجہل کی زیادتی کا سارا واقعہ سنا ڈالا۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سنا تو ان کی ہاشمی حمیت جاگ اٹھی۔ زیر لب کہنے لگے: یہ تو ٹھیک ہے کہ میں محمد (ﷺ) کے دین پر نہیں ہوں مگر وہ بہرحال میرا بھتیجا ہے۔ اتنا بھی بے آسرا نہیں کہ اسے گالیاں دی جائیں' مارا جائے' خون نکالا جائے اور اس ظلم کے مرتکب کو کوئی پوچھنے والا ہی نہ ہو۔ وہ یہی باتیں سوچتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ ادھر ابوجہل اپنے خاندان کے لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک سیدنا حمزہ اس کے سر پر جا پہنچے اور بولے: ''او بزدل! تو میرے بھتیجے کو گالی دیتا اور مارتا ہے' حالانکہ میں بھی اس کے دین پر ہوں۔'' یہ کہہ کر اتنے زور سے کمان ماری کہ ابوجہل کا سر لہولہان ہو گیا۔ اس پر ابوجہل کے قبیلے بنومخزوم کے لوگ بھڑک اٹھے۔ دوسری طرف سے بنو ہاشم کے لوگ بھی طیش میں آ گئے۔ قریب تھا کہ آپس میں لڑائی شروع ہو جاتی کہ اچانک ابوجہل نے انہیں یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ ابوعمارہ کو جانے دو۔ واقعی میں نے ان کے بھتیجے کو بہت بری گالی دی تھی۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام شروع میں محض حمیت کے زیر اثر تھا۔ روایات کے مطابق سیدنا حمزہ وہاں سے سیدھے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گئے اور کہنے لگے: میرے بھتیجے! خوش ہو جاؤ' میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔ مگر سبحان اللہ! اللہ کے رسول ﷺ کا جواب بھی کیا خوب تھا۔ سیدنا حمزہ کو ایسے جواب کی ہرگز امید نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''چچا جان! مجھے تو اس وقت خوشی ہو گی جب آپ اسلام قبول کر لیں گے۔''

چنانچہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ ہر چند کہ شیطان نے انہیں ورغلانے اور دل میں وسوسے ڈالنے کی بھرپور کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ کھول دیا اور انہوں نے اسلام کا کڑا مضبوطی سے تھام لیا۔ ان کے اسلام لانے سے مسلمانوں نے بہت عزت اور قوت محسوس کی۔ ان کے اسلام لانے کا یہ واقعہ سن کر چھ نبوی کے آخری مہینے ذوالحج کا ہے۔ جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا' اس وقت نبی کریم ﷺ دارارقم میں

تشریف فرما تھے۔ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوتے تھے اور ان کا تزکیۂ نفس ہوتا تھا۔ قرآن کریم پڑھا اور پڑھایا جاتا تھا۔ دارارقم کے مکینوں میں اب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھی اضافہ ہو چکا تھا۔ بلاشبہ وہ قریش کے سب سے طاقتور اور مضبوط نوجوان تھے۔ ابھی انہیں اسلام قبول کیے ہوئے صرف تین دن ہی گزرے تھے کہ ظلم وطغیان کے سیاہ بادلوں میں ایک اور برق تاباں کا جلوہ نمودار ہوا جس کی چمک پہلے سے زیادہ خیرہ کن تھی۔ یعنی اب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسلام قبول کرتے ہیں۔

سیدنا عمر اپنی بہن کے گھر سے دارارقم آتے ہیں۔ دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ اندر سے ایک آدمی نے دروازے کی جھری سے جھانکا تو دیکھا کہ عمر تلوار لیے کھڑے ہیں۔ انہوں نے لپک کر اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع دی۔ سب لوگ سمٹ کر یکجا ہو گئے۔ ادھر اسد اللہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ جواب ملا کہ عمر آئے ہیں اور ننگی تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے کہ عمر آیا ہے۔ دروازہ کھول دو۔ اگر وہ خیر کی نیت سے آیا ہے تو ہم اسے خیر عطا کریں گے اور اگر کسی برے ارادے سے آیا ہے تو ہم اسی کی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔ ہر چند یہاں عمر خیر ہی لینے حاضر ہوئے تھے مگر اس موقع پر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بے مثل دلیری (ان کے اوپر کے الفاظ سے) صاف جھلکتی نظر آتی ہے۔

مکہ مکرمہ کے مشرکین کی اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ محاذ آرائی جاری تھی۔ اس فضا میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسی بڑی شخصیتوں کے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی قوت میں یقیناً اضافہ ہوا۔ مگر ابھی امتحان باقی تھا۔ کافروں نے ایک اور حربہ اختیار کیا۔ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا اور آپ ﷺ کو اہل وعیال سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ اس آزمائش میں سوائے ابولہب کے تمام بنو ہاشم شریک تھے۔ یقیناً ان میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کا اذن دے دیا۔ مسلمان پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مؤاخات ہوتی ہے۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ اپنے آزاد کردہ غلام زید کا بھائی بنا دیتے ہیں۔

مدینہ طیبہ میں آجانے کے بعد بھی اسلام دشمن طاقتوں نے مسلمانوں کو چین نہیں لینے دیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ چنانچہ رمضان المبارک پہلی ہجری (مارچ 625ء) میں اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ بھیجا۔ تیس مہاجر مجاہدین ان کے زیر کمان تھے۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ خود اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کے لیے جھنڈا باندھا۔ اس کا رنگ سفید تھا۔ اس طرح اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے جس شخصیت کو جھنڈا ملنے کا اعزاز حاصل ہوا وہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے علمبردار سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ لشکر بحر احمر کے اطراف میں ینبع اور مروہ کے درمیان ''عیص'' نامی جگہ پر پہنچا۔ اُدھر سے قریش کا قافلہ آ رہا تھا جس میں تین سو افراد شامل تھے۔ ساحل سمندر پر اس قافلے سے آمنا سامنا ہو گیا۔ مگر قبیلۂ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو نے جو فریقین کا حلیف تھا' دوڑ دھوپ کر کے جنگ نہ ہونے دی۔

غزوۂ بدر حق اور باطل میں فرق کرنے والی جنگ تھی۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی بدر کے سرکردہ اور نمایاں شرکاء میں سے تھے۔ یہ جری بھی تھے' قوی بھی تھے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے کی بات ہے' مسلمانوں نے اپنے لیے پانی کا ایک حوض بنا رکھا تھا۔ بنومخزوم کا ایک شخص اسود بن عبدالاسد بڑا رذیل اور بدتمیز انسان تھا۔ وہ یہ کہتے ہوئے میدان میں نکل آیا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض کا پانی پی کر رہوں گا ورنہ اسے ڈھا دوں گا' یا اس کے لیے جان دے دوں گا۔

جب یہ نکلا تو دوسری جانب سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی دوڑتے ہوئے آ گئے۔ دونوں میں حوض سے تھوڑے سے فاصلے پر مڈبھیڑ ہو گئی۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایسی تلوار ماری کہ اس کی نصف پنڈلی کٹ کر اڑ گئی اور وہ پیٹھ کے بل گر پڑا۔ اس کے پاؤں سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ مگر اس کے باوجود وہ حوض کی طرف بڑھا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے دوسری ضرب لگائی تو وہ ڈھیر ہو گیا۔ اس طرح غزوۂ بدر کا پہلا مشرک سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔

بدر کی لڑائی شروع ہونے والی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے لشکر کو مرتب فرمایا۔ قریش کے تین بہترین شہسوار میدان میں نکلے۔ ابوجہل نے ان کو غیرت دلائی۔ ان میں عتبہ' دوسرا اس کا بھائی شیبہ اور تیسرا عتبہ کا بیٹا ولید تھا۔ عتبہ ابوسفیان کا سسر اور ہندہ کا والدہ تھا۔ یہ شخص لڑائی شروع ہونے سے پہلے سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''اگر اس قوم میں سے کسی کے پاس خیر ہے تو سرخ اونٹ والے کے پاس ہے۔ اگر ان لوگوں نے اس کی بات مان لی تو صحیح راہ پائیں گے۔'' مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد خود یہی شخص خاندانی عصبیت کے ہاتھوں مجبور اور ابوجہل کے طعنوں سے تنگ آ کر دعوت مبارزت دے رہا ہے۔ تین انصاری مقابلے کے لیے نکلتے ہیں۔ ان کا تعارف ہوا تو قریش نے آواز لگائی۔ محمد! ہمارے مقابلے میں ہماری قوم کے ہمسروں کو بھیجو۔ چنانچہ ارشاد ہوا: عبیدہ بن حارث اٹھو! حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالب اٹھو!

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شیبہ کے بالمقابل تھے اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ولید کا مقابلہ کر رہے تھے اور سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں عتبہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد تینوں نے اپنا اپنا شکار مار لیا۔ سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو چند زخم آئے جن کی وجہ سے وہ بعد میں شہید ہو گئے۔ عتبہ کو واصل جہنم کرنے میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی حصہ لیا اور پھر جب عام لڑائی شروع ہوئی تو واقعی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ ایک شیر کی طرح میدان جنگ میں لپکتے پھر رہے تھے۔ کس کی مجال تھی کہ ان کے سامنے آتا۔ پھر دن کے آخری حصے میں قریش کا غرور خاک میں مل گیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی۔

غزوۂ اُحد کے موقع پر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے کارنامے بڑے نمایاں تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی خواہش تھی کہ دشمن کا مقابلہ شہر کے اندر کیا جائے مگر کچھ گرم جوش حضرات تھے جن میں اللہ کے رسول ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سر فہرست تھے۔ یہ حضرات چاہتے تھے کہ دشمن کا کھلے میدان میں مقابلہ کیا جائے اور پھر جب اُحد کے میدان میں لڑائی شروع ہوئی تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شیر کی طرح جنگ لڑ رہے تھے۔ وہ پوری قوت سے قلب لشکر کی طرف بڑھے۔ وہ مسلسل آگے بڑھتے جا رہے تھے' ان کے سامنے بڑے بڑے بہادر اس طرح بکھرتے جا رہے تھے جیسے تیز آندھی

میں پتے اڑ رہے ہوں۔ انہوں نے مشرکین کے علمبرداروں کی تباہی میں نمایاں کردار ادا کرنے کے علاوہ ان کے بڑے بڑے جانبازوں کے حوصلوں کی کمان توڑ دی۔ مگر صد حیف کہ اسی عالم میں ان کی شہادت واقع ہو گئی۔ انہیں بہادروں کی طرح آمنے سامنے مقابلہ کر کے شہید نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان پر بزدلوں کی طرح چھپ کر بے خبری کے عالم میں وار کیا گیا۔ ان کے قاتل کا نام وحشی تھا۔ یہ جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ اسی کا چچا طعیمہ بن عدی بدر میں مارا گیا تھا۔ اس نے وحشی کو لالچ دیا کہ اگر تم میرے چچا کے بدلے میں حمزہ (ﷺ) کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ ادھر ہندہ نے بھی اس کو لالچ دیا کہ اگر تم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو میں اپنا قیمتی ہار تمہیں دے دوں گی اور دیگر انعامات سے تمہاری جھولی بھر دوں گی۔ اس کے والد اور بھائی کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر میں قتل کیا تھا۔

وحشی کا کہنا ہے کہ میں حبشی تھا اور حبشیوں ہی کی طرح نیزہ پھینکنے میں ماہر تھا۔ میرا نشانہ کم ہی چوکتا تھا۔ جب لڑائی چھڑ گئی تو میرا ہدف صرف سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ میں ان کی تلاش میں تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ حمزہ سباع بن عبدالعزیٰ کو للکار رہے ہیں اور پھر انہوں نے سباع پر اتنے زور سے تلوار ماری کہ اس کا سر اڑ گیا۔ ادھر وحشی کو موقع مل گیا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی زد میں آ گئے۔ وہ کہتا ہے کہ پھر میں نے نشانہ باندھا اور جب میرا چھوٹا نیزہ میری مرضی کے مطابق ہو گیا تو میں نے اسے ان کی طرف دے مارا۔ جو ان کی ناف کے نیچے جا لگا۔ جس سے ان کی انتڑیاں بہ گئیں۔ انہوں نے پلٹ کر میری طرف اٹھنا چاہا مگر وہ مغلوب ہو کر گر پڑے۔ میں نے اپنا حربہ اٹھایا اور میدان جنگ سے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ میرا مقصد پورا ہو چکا تھا۔

جب میں مکہ آیا تو مجھے آزادی مل گئی اور ہندہ نے بھی حسب وعدہ اپنا زیور میرے سپرد کر دیا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت مسلمانوں کے لیے بہت بڑا خسارہ تھی۔ ہندہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس آئی۔ اس نے اس کا مثلہ کیا۔ آپ کا کلیجہ نکالا۔ اسے چبانے کی ناکام کوشش کی۔ اللہ کے رسول ﷺ کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر شدید صدمہ ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو صبر کرنے کا حکم دیا۔

.....

بلدیاتی الیکشن سے قبل انتخابی اصلاحات ضروری ہیں۔ امیر محترم

لاہور (پ۔ر) بلدیاتی الیکشن سے قبل انتخابی اصلاحات ضروری ہیں' الیکشن کمیشن چیلنج سمجھ کر کرے۔ سیاسی جماعتیں جوڈیشل کمیشن کے فیصلے کے سحر سے باہر نکل آئیں۔ ان خیالات کا اظہار چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی سینٹ' امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پروفیسر ساجد میر نے علماء' وکلاء اور سیاسی رہنماؤں کے وفود سے بات چیت کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ اصلاحات کے بغیر انتخابی بے ضابطگیاں اور انتظامی خامیوں سے نہیں بچا جا سکتا۔ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ الیکشن کمیشن بلدیاتی انتخابات کو ہر لحاظ سے مثالی بنانے کے لیے اقدامات کرے۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث وچیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی قومی اسمبلی ڈاکٹر حافظ عبدالکریم اور دیگر رہنما بھی موجود تھے۔

AYF کی مرکزی کابینہ کا تربیتی و تنظیمی دورہ

محترم بھائی! اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کی مرکزی کابینہ کا **سالانہ دو روزہ** تنظیمی' تربیتی' تبلیغی دورہ بتاریخ 14 و 15 اگست 2015ء بروز جمعہ و ہفتہ بمقام وادی گلیات' ضلع ایبٹ آباد صوبہ خیبر پختونخواہ میں حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کی قیادت میں ہوگا۔ آغاز **بروز جمعہ بوقت 10 بجے صبح** ۔ان شاء اللہ!

کابینہ کے وہ افراد جو خطبہ جمعہ دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں فوراً ناظم دفتر سے رابطہ کر کے اپنا نام لکھوا دیں۔ تاکہ کسی بھی مسجد میں خطبہ جمعہ کا انتظام کیا جا سکے۔ اس دورہ میں آپ کی شرکت انتہائی ضروری ہے۔ امید ہے کہ آپ بروقت پہنچ کر تنظیمی وابستگی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی پاسداری کا ثبوت دیں گے۔ والسلام

نوٹ: موسم کے مطابق بستر' چادر ہمراہ لائیں' مزید رہنمائی کے لیے رابطہ کریں: 0300-4324407

(حافظ فیصل افضل شیخ' جنرل سیکرٹری AYF پاکستان

بقیہ: معاشی استحکام کے تقاضے

نے چند نوجوانوں کو بیٹھے دیکھا تو انہیں تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

''اٹھو اور محنت مزدوری کر کے اپنا رزق حاصل کرو۔ یاد رکھو کہ آسمان سے کبھی سونے اور چاندی کے سکے نہیں گرتے۔ جو شخص محنت ومزدوری کا عادی ہو گا' اسے جب شام میں مزدوری ملے گی تبھی اسے صحیح معنوں میں حقیقی مسرت حاصل ہو سکے گی۔''

ہمیں معاشی استحکام کے لیے ان اصولوں کو لازمی مدنظر رکھنا چاہیے۔ ملازم کو اس کی محنت کے عوض حق اجرت کے علاوہ کچھ اور فوائد بھی پہنچائے جائیں' معیشت کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھا جائے' محنت اور جدوجہد کر کے رزق حاصل کیا جائے' بے عمل بن کر معاشرے پر بوجھ نہ بنا جائے' لینے والا ہاتھ بننے کی بجائے دینے والا ہاتھ بنا جائے' خواہ مخواہ قرض لے کر خریداری نہ کی جائے' زکوٰۃ ادا کی جائے' سود کو ممنوع قرار دیا جائے' مزدور کو اس کی صلاحیت کے مطابق پورا معاوضہ دیا جائے' اسلامی حکومت ''جو کچھ نہیں رکھتے'' کی کفالت کرے۔ ان قیمتی نکات پر اگر غور کیا جائے تو ہر صاحب دانش پکار اُٹھے گا کہ اقتصادیات کو کسی بھی سطح پر درست کرنے کے لیے ان سے بہتر کوئی اور اصول نہیں ہو سکتا۔

.....

ضرورت خوش الحان قاری

لاہور کے ایک معروف دینی ادارے کی مسجد میں امامت اور بچوں کی تعلیم کے لیے خوش الحان حافظ/قاری کی فوری اشد ضرورت ہے۔ مشاہرہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔ خواہش مند حضرات جلد درج ذیل نمبر پر رابطہ فرمائیں۔

رابطہ حافظ بابر فاروق رحیمی

0321-7862212 - 042-37729933

مجاہدِ اوّل سردار عبدالقیوم خاں رحمہ اللہ

تحریر: جناب مولانا محمد یوسف انور

ماہِ رمضان المبارک کے ایک جمعہ کے دن مجاہد اول سردار عبدالقیوم خاں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

بہت کم لوگوں کو بلکہ آج کی نسل کو بالکل علم نہیں کہ سردار صاحب معروف اہل حدیث عالم دین اور شہدائے بالاکوٹ سید محمد احمد شاہ شہید اور سید محمد اسماعیل شاہ شہید دہلوی کے مشن کے علمبردار، امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کے نہ صرف تربیت یافتہ بلکہ سردار صاحب نے 1948ء میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ قیام پاکستان کے وقت مہاراجہ کشمیر کی طرف سے کشمیریوں کی خواہشات اور تقسیم ہند کے پلان کے مطابق الحاق پاکستان سے انکار پر سردار عبدالقیوم خان نے 23 اگست 1947ء کو نیلہ بٹ کے مقام سے اپنے ساتھیوں سمیت جہادِ آزادی کا اعلان کیا۔ اس جد وجہد کی قیادت مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی فرما رہے تھے۔ اس گروہ مجاہدین میں صوفی محمد عبداللہ بانی دارالعلوم اوڈانوالہ اور ان کے چند مریدین بھی شامل تھے۔ اس جہاد کے نتیجہ میں اور نہایت مختصر عرصہ میں گلگت بلتستان سمیت آزاد جموں وکشمیر کا 32000 مربع میل کا علاقہ آزاد ہوا۔ جہاں آزاد جموں وکشمیر حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس تحریک آزادئ کشمیر میں کلیدی اور نمایاں کردار سردار عبدالقیوم خاں کا اس طرح تھا کہ پہلی گولی دشمن کے خلاف انہوں نے چلائی تھی جس بنا پر قوم نے انہیں ''مجاہد اول'' کا خطاب دیا۔ لیکن برا ہو تعصب اور تاریخی حقائق سے انغماض کا کہ مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کے تحریک آزادی کے اس اہم رول میں ان کا کہیں نام نہیں ملتا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع گوجرانوالہ کے پہلے ناظم مولانا خالد گرجاکھی رحمہ اللہ نے امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کی سیرت وکردار پر جو کتاب تحریر کی ہے اس میں یہ تمام تر روئیداد وتفصیلات موجود ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی شروع دن سے مسلم لیگ کی تحریک پاکستان کی تگ وتاز کے زبردست حامی تھے۔ وہ 23 مارچ 1940ء کے تاریخ ساز دن مینار پاکستان لاہور کے جلسۂ عام میں بھی موجود تھے۔ وہ پنڈال کے ایک کونہ پر تشریف فرما تھے۔ جلسہ کے صدر قائداعظم کے پیغام اور اصرار کے باوجود وہ اسٹیج پر تشریف نہ لائے اور کہا کہ وہ قائد کے ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے کارکنان کے ساتھ پنڈال میں بیٹھیں گے۔ تقسیم ملک سے قبل قائداعظم اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن نیز مولانا ابوالکلام آزاد اور پنڈت نہرو کے درمیان گفتگو کی جو مجلسیں منعقد ہوتی رہیں ان میں مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی اور دوسرے بنگال سے جلیل القدر اہل حدیث عالم دین علامہ راغب احسن بھی شامل رہے تھے۔ ان موقعوں پر مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی سے بھی مشاورت کرتے رہے تھے۔ تقسیم ملک کے اعلان کے وقت بھی مولانا غزنوی اسی سلسلہ میں دہلی ہی میں تھے۔

بلاشبہ سردار عبدالقیوم خان کشمیر کی وہ شخصیت ہیں جو پاکستانیوں کے دلوں میں ہمیشہ بستے رہیں گے۔ آج اگر کشمیر کے کچھ حصے کے نام سے آزاد کا لفظ منسلک ہے تو یہ سردار عبدالقیوم کی عملی جد وجہد کا ثمرہ ہے مگر یہ ساری جد وجہد مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کی زیر قیادت پہلی آزاد کشمیر رجمنٹ کی کمان کرتے ہوئے بھارتی افواج سے لڑ کر کی گئی اور پہلی گولی چلا کر ''مجاہد اول'' کا خطاب پایا۔ سردار صاحب کے ساتھ قبائل کے نوجوانوں نے اپنا خون نچھاور کیا اور آج آزاد کشمیر کے شہری آزاد فضا میں سانس لے رہے اور سکھ کی زندگی گذار رہے ہیں۔ سردار صاحب بیشتر مرتبہ آزاد کشمیر کے صدر اور وزیر اعظم کے عہدوں پر فائز رہے۔ اس دور کے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ آزاد کشمیر میں خصوصاً مظفر آباد کی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنسوں میں بھی ان کی شرکت رہتی۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں بھی دو تین مرتبہ وہ تشریف لائے اور میاں صاحب کی دعوت پر اساتذہ وطلبہ سے خطاب کیا۔ آزاد کشمیر کی اسلامی نظریاتی کونسل اور دیگر اہم مذہبی امور کی کمیٹیوں میں انہوں نے مولانا محمد یونس اثری علیہ الرحمہ کی شمولیت کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تنظیم وتبلیغ کے لیے ہر کسی قسم کی آسانیاں فراہم کرتے رہے۔ سردار عبدالقیوم خاں نے ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کے نعرہ کو اپنایا اور اسے کمال طور پر تشہیر دی۔ بھارت روز اول سے اس نعرہ سے اتنا خائف تھا کہ اس نے ابتدا ہی میں اقوام متحدہ میں جا کر پناہ لی۔ اقوام متحدہ کی مداخلت سے کشمیر میں ہونے والی اس لڑائی میں ٹھہراؤ آیا اور پھر جنگ بندی اور کنٹرول لائن بن گئی۔ تب سے اب تک کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی فائلوں میں دبا ہوا ہے۔

سردار عبدالقیوم خاں کی کشمیر کی آزادی کے سلسلہ کی کاوشوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے، مختصراً یہ کہ 1965ء کی جنگ میں انہوں نے پاک فوج کی مدد کے لیے رضا کار تیار کیے اور دیگر دفاعی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 1968ء میں کشمیر کی آزادی کے لیے مسلح جہاد کا دوبارہ آغاز کیا اور ''المجاہد فورس'' انہی دنوں قائم کی۔ 1971ء میں سقوطِ ڈھاکہ کے بعد قوم کو نظریاتی اور فکری انتشار سے بچانے اور شکست خوردہ قوم کو دوبارہ اپنے نظریاتی استحکام کی طرف موڑنے کے لیے ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کے نعرہ کو از سر نو فروغ دیا کہ یہ نعرہ آج بھی سیز فائیر لائن کے دونوں اطراف پوری قوت سے گونج رہا ہے۔ یاد رہے کہ وزیر اعظم نواز شریف نے گذشتہ ستمبر میں جنرل اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جرأت مندانہ انداز سے مسئلہ کشمیر اٹھایا تھا۔ سردار عبدالقیوم خاں کے دل میں پاکستان کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ان سطور کے راقم نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرحوم اکابرین کے ساتھ مظفر آباد میں اور راولپنڈی کے تبلیغی سفروں میں جمعیت کے رہنماؤں سے ان کی گفتگو کو سنا اور پاکستان کے استحکام وبقا اور سالمیت کے خلاف کی جانے والی سازشوں پر گہرے غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے دیکھا۔

اپنے دور صدارت میں آزاد کشمیر میں تعمیر وترقی اور

باقی صفحہ 9 پر

طب و صحت

موسم برسات کی بیماریاں

پیش کش: راحت نسیم سوہدروی

ہمارے ہاں موسم برسات عام طور پر جولائی میں شروع ہوتا ہے اور ستمبر کے شروع میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس موسم میں شدید بارشوں کی وجہ سے جگہ جگہ پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ ندی نالے اور دریا پانی سے بھر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی کی زیادتی سے سیلاب آ جاتا ہے۔ جس سے فصلوں کو نقصان ہوتا ہے اور آبادیاں متاثر ہوتی ہیں۔ سیلابی پانی سے صرف آبادیاں ہی متاثر نہیں ہوتیں بلکہ بارشوں کے پانی اور سیلابی پانی سے تعفن پھیلتا اور وبائی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ ہمارے ملک میں عام حالات میں بھی آلودگی بہت زیادہ ہے، برساتی پانی سے نباتات وحیوانات کی بدبو ماحولیاتی آلودگی میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ اگر اس موسم میں مؤثر تدابیر اختیار نہ کی جائیں اور حفظان صحت کے اصولوں پر عمل نہ کیا جائے تو وبائی امراض پھوٹ پڑتے ہیں۔ اس لیے بارشوں اور سیلابی پانی کے بعد کیچڑ کو اچھی طرح صاف کیا جانا چاہیے۔ مناسب ہو گا اگر فنائل ڈال کر صاف کیا جائے۔ کمروں کو کھلا رکھا جائے تا کہ تازہ ہوا اور دھوپ سے خشک ہوں۔ موسم برسات میں کمروں کو حرمل کی دھونی ہر ہفتے دیں اور گھر میں جراثیم کش ادویہ کا سپرے کریں۔

حفاظتی تدابیر: ☆ موسم برسات میں پانی ہمیشہ ابال کر پئیں۔

☆ پانی میں پوٹاشیم پرمگنیٹ ڈال کر استعمال کریں۔ ایک گلاس میں تقریباً ایک گرام اور ٹینکی ایک ہزار لیٹر میں ۱۲ ملی لیٹر کی مقدار کافی ہے۔

☆ جسمانی صفائی کے لیے روزانہ ایک بار غسل ضرور کریں اور لباس روزانہ تبدیل کریں۔ سوتی اور ہلکا لباس پہنیں۔ ☆ گھروں کے قریب پانی کھڑا نہ ہونے دیں، گندگی کے بڑے ڈھیر جن کا اٹھانا مشکل ہو ان پر خشک مٹی ڈال دیں یا دافع عفونت ادویہ کا چھڑکاؤ کریں۔ مثلاً مٹی کا تیل۔ ☆ گھروں میں صفائی کا خصوصی خیال رکھیں تا کہ مکھی، مچھر، کھٹمل، لال بیگ اور دیگر کیڑوں سے محفوظ رہے۔

☆ اس موسم میں روم کولر کا استعمال نہ کیا جائے اور نہ ہی کھلے آسمان تلے سویا جائے۔ کیونکہ نمی والی ہوا جسم میں بخار کی سی کیفیت پیدا کر دیتی ہے جسم میں تناؤ اور درد محسوس ہوتا ہے۔ مناسب ہے کہ سائے کی جگہ پر سویا جائے۔ مچھروں کی صورت میں مچھر دانی استعمال کریں۔

غذائی احتیاطیں: چونکہ ہمارے ہاں موسم سرما برسات مئی جون کی جھلسا دینے والی گرمی کے بعد آتا ہے اور موسم گرما میں شدید گرمی کی وجہ سے پانی اور دیگر میٹھے مشروبات کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جس سے ہمارے جسم میں نمکیات اور حیاتین کی کمی ہو جاتی ہے اور بیشتر مشروبات جسم کے لیے مفید نہیں رہتے، اس طرح جسم کی قوت اور اعضائے ہضم کے افعال صحیح نہیں رہتے۔ ان حالات میں موسم برسات میں پانی میں موجود جراثیم جلدی سے حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم صحیح غذائی احتیاط اور حفظان صحت کے اصولوں کی پاسداری کریں تو اس موسم کے عوارضات سے بچ سکتے ہیں۔

☆ کھانا ہمیشہ بھوک رکھ کر اور تازہ کھائیں۔

☆ بازاری کھانے جو حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق تیار نہ کیے گئے ہوں، استعمال نہ کریں۔

☆ گلے سڑے پھل استعمال نہ کریں، بعض پھل مثلاً امرود، تربوز، خربوزہ، کھیرا کھانے میں احتیاط کریں۔

☆ باسی اشیاء ہرگز نہ کھائیں، زیادہ عرصہ فریز ہوا گوشت نہ کھائیں۔ ☆ تلی ہوئی اشیاء سے احتیاط کریں۔

☆ کھانا زود ہضم اور کم کھائیں۔ ذرا سی بداحتیاطی اور بسیار خوری پیٹ خراب کر دے گی' اس موسم میں پیٹ بہت جلد خراب ہوتا ہے اور پیچش لگ جاتے ہیں۔ ☆ پانی ہمیشہ ابال کر پئیں۔

☆ چھوٹے بچوں کو برف کی قلفیاں اور گولے اور برف کا استعمال نہ کرائیں، نمکین لسی بغیر برف کے مفید ہے۔ ☆ کھانے پینے کی اشیاء ڈھانپ کر رکھیں۔

☆ موسمی امراض سے بچنے کے لیے اور ان کے خلاف مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے پیاز، لہسن، ادرک کا استعمال مفید ہے۔ سرکہ کا استعمال بھی امراض سے بچاتا ہے۔ ☆ پھل سبزیاں دھو کر اور تازہ استعمال کریں۔

☆ بازاری مشروبات سے ہاتھ اٹھا لیں البتہ لیموں کی نمک ملی سکنجبین بہترین مشروب ہے جو متعدد عوارضات سے محفوظ رکھتا ہے۔

☆ سرکہ موسم برسات کی بیماریوں کا بہترین علاج ہے۔ اگر سرکہ میں بھگوئے ہوئے پیاز استعمال کیے جائیں تو ہیضہ سے بچا جا سکتا ہے۔ سرکہ ٹھنڈک اور حرارت کا حسین امتزاج ہے جو فاسد اور غلیظ مادوں کو نکالنے اور طبیعت کو فرحت بخشتا ہے۔ جسم میں ادویات کے زہریلے اثرات کو ختم کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے اور پھوڑے پھنسیوں سے بچاتا ہے۔ پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ غذا کو جلد ہضم کرتا ہے۔ ہر قسم کی سوزش میں مفید اور جسم میں حرارت کو ختم کرتا ہے۔

موسم برسات کے امراض اور علاج

ہیضہ: یہ اس موسم کا عام مرض ہے' ذرا سی بدپرہیزی سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ ہیضہ سے بچاؤ کے لیے سرکہ بھگوئے پیاز کا استعمال مفید ہے۔ ہیضہ کی صورت میں فی الفور قریبی معالج سے رجوع کریں۔

نزلہ و زکام: ایسی صورت میں نیم گرم پانی کے غرارے کریں اور آٹے کا چھان چھ گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر ہلکا نمک ملا کر گرم گرم پی لیں۔

کھانسی: ملٹھی چھ گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر پی لیں۔

ملیریا بخار: برگ تلسی ایک تولہ، کالی مرچ سو گرام، کالا نمک سو گرام لے کر چنے برابر گولیاں بنا لیں اور صبح نہار منہ اور رات کو دودھ یا پانی سے کھا لیں۔

خارش پھوڑے پھنسیاں: نیم کے تازہ پتے ابال کر ٹھنڈا کر کے اس پانی سے غسل کریں اور گندھک آملہ سار ۱۲۰ ملی گرام صبح و شام پانی سے استعمال کریں، گرم و محرک اشیاء انڈا، مچھلی، مرچ، مصالحہ جات سے احتیاط کریں۔

پیچش: ایسی صورت میں اسپغول ثابت ۲۰ گرام دہی میں ملا کر دن میں دو تین مرتبہ کھا لیں۔ قے و متلی کی صورت میں نمکول استعمال کریں۔

ٹائیفائیڈ بخار: ایسی صورت میں گلو کے پتوں کا جوشاندہ دن میں تین بار پی لیں۔

سیلابی خارش: سیلابی پانی سے خارش بھی ہو جاتی ہے اور انگلیاں گل جاتی ہیں، ایسی صورت میں نیم کے تازہ پتوں کے جوشاندے سے غسل کریں اور انگلیاں دھوئیں۔

آشوب چشم: اگر آنکھوں میں جلن ہو تو عرق گلاب کے دو دو قطرے دن میں تین بار آنکھوں میں ٹپکائیں۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدرد سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-35419788

احباب مرکزی جمعیت اہلحدیث کی خدمت میں

ناظم ذیلی تنظیمات کی اپیل

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،،، وبعد:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کی دعاؤں سے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان حاملین کتاب وسنت کی نمائندہ اور بڑی جماعت ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ وطن عزیز کے طول وعرض میں اپنا مضبوط نظم وربط رکھتی ہے۔ جس کی قیادت بیدار مغز عمائد سینیٹر پروفیسر ساجد میر اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے) اپنے قابل اعتماد رفقاء کے ساتھ کر رہے ہیں اور ان کی شبانہ روز محنتوں سے جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔

معزز قارئین! یہ وہی جماعت ہے جس کی بنیاد ۱۹۰۶ء میں رکھی گئی اور اس کے پہلے صدر محدث دوراں حافظ عبداللہ غازی پوریؒ ناظم اعلیٰ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور ناظم مالیات حافظ حمید اللہ دہلویؒ قرار پائے۔

یہ وہی جماعت ہے جس کی تجدید نو ۱۹۴۸ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے نام سے تخلیق پاکستان کے بعد کی گئی اور پہلے صدر بطل حریت مولانا سید محمد داود غزنوی، ناظم اعلیٰ ممتاز سکالر پروفیسر عبدالقیوم اور ناظم مالیات میاں عبدالمجید مالواڑہؒ قرار پائے۔

روز اول سے لے کر آج تک جماعت کی زمام کار غیور اور سرفروش عمائدین وقائدین کے ہاتھوں میں رہی جنہوں نے اس شجر سایہ دار کی آبیاری اپنے خون پسینے سے کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی جہود طیبہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین۔

کبھی وہ دور تھا کہ حدیث نبویؐ بیان کرنا اور سنت نبوی پر عمل کرنا آگ کے انگاروں پر چلنے کے مترادف تھا۔ مگر آج اللہ کے فضل ورحمت سے مسجد کے محراب ومنبر سے لے کر پارلیمانی ایوانوں کے درودیوار تک حق گوئی کی صداؤں سے گونجتے ہیں۔

وطن عزیز میں ہزاروں مساجد ومدارس جن میں لاکھوں فرزندان توحید اور جویان حدیث فیض یاب ہو رہے ہیں۔

پوری دنیا میں جہاں بھی فرزندان توحید وسنت موجود ہیں وہاں مرکزی جمعیت اہل حدیث کا تنظیمی رابطہ موجود ہے۔

جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ''پیغام'' چینل اپنی راسخ، ثقہ اور غیر متنازعہ آواز بلند کر رہا ہے۔

مزید کئی شعبے ہیں جن میں مرکزی جمعیت اپنا نمایاں کردار ادا کر رہی ہے جسے اور زیادہ بہتر اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے قائدین کے ساتھ ساتھ مجھے اور آپ سب کو اپنا حصہ باقاعدگی سے ڈالنا ہوگا۔

میرے واجب الاحترام قارئین! مرکزی جمعیت اہل حدیث کی دعوت جو کہ کتاب وسنت پر مبنی ہے، اس کو عام کریں۔ پیغام ٹی وی کے نیٹ ورک کو گلی کوچوں میں مضبوط کریں۔ جماعت کے ہفت روزہ ''اہل حدیث'' کی اشاعت اور قارئین بڑھائیں، خدمت خلق اور تعمیر مساجد کی طرف اپنی توجہ مرکز کریں۔

بالخصوص!

- اہل حدیث یوتھ فورس کے بازو مضبوط کریں اور اپنے بھائیوں، بیٹوں کو اس کا حصہ بنائیں تاکہ نوجوان نسل میں دعوت کو بڑھایا جاسکے۔
- اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن سے تعاون کریں تاکہ وطن عزیز کے تعلیمی اداروں میں اپنی دعوتی آواز کو مؤثر بنایا جاسکے۔
- جمعیت اساتذہ کا پلیٹ فارم مضبوط بنائیں تاکہ قوم کے پڑھے لکھے اور باشعور طبقے کو اپنی دعوت حق سے روشناس کرواسکیں۔
- خواتین کے تنظیمی شعبے کو منظم کریں تاکہ قوم کی بہو بیٹیوں کو اسلام کی صحیح اور سچی تصویر دکھانے میں کوئی مؤثر کردار ادا کرسکیں۔
- وکلاء، مزدور اور کسان سمیت تمام شعبوں میں مضبوط رابطے کی ضرورت ہے جس کے لیے ہم سب اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے اپنی ذمہ داری نبھائیں۔

اس سلسلے میں ضلعی، تحصیلی، شہری اور مقامی امراء وناظمین اور ذمہ داران سے نہایت درد مندانہ گزارش ہے کہ ہر سطح پر اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے پہلے سے موجود تنظیموں کو مضبوط کریں اور جہاں پر تنظیمی یونٹ موجود نہیں وہاں موزوں افراد کو آگے لاکر یونٹ سازی کریں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری محنتوں کو ضرور بارآور کرے گا۔ ان شاء اللہ!

آخر میں رب رحیم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہماری تمام فکری، قولی، مالی اور بدنی عبادتوں اور کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش

ڈاکٹر عبدالغفور راشد

ناظم ذیلی تنظیمات وچیئرمین انتخابی بورڈ

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

اخبار الجماعۃ

تکمیل تلاوت قرآن کے موقع پر تقریب

اسلام آباد..... مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر انتظام جامع مسجد دارالسلام اہل حدیث I-10/2 میں تکمیل تلاوت قرآن کے موقع پر ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں حافظ مقصود احمد امیر اسلام آباد نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ قاری منظور احمد نے تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کی۔ تراویح کے بعد مولانا عبدالرؤف نائب امیر نے اپنے خطاب میں مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق بیان کیے۔ حافظ مقصود احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم حکمت' عزت ووقار کی کتاب ہے جو لوگوں کے لیے اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے۔ آخر میں انہوں نے نہایت رقت آمیز لہجہ میں دعا کروائی جس میں ملکی سلامتی' امت مسلمہ کی مشکلات کے خاتمے اور پاکستان کی خوشحالی کے لیے دعائیں کروائیں۔

منجانب: ایم این اے سلفی (میڈیا سیل اسلام آباد)

دعوت وافطار پروگرام

مرکزی جمعیت وAYF وASF گلیات کے زیر اہتمام' مرکزی جامع مسجد اہل حدیث بلال گلی میں 26 رمضان المبارک کو پروگرام کا اہتمام ہوا جس میں خصوصی تعاون AYF مسجد ہذا کے یونٹ اور بالخصوص مولانا آصف مسعود اور شبیر احمد سلفی سینئر نائب صدر ASF خیبر پختونخواہ نے کیا۔

24 رمضان المبارک کو مرکزی جامع مسجد محمدی اہل حدیث میں پروگرام ہوا جس میں خصوصی تعاون شعیب اعوان' ندیم گوہر' فیصل داؤد' توقیر بشیر' رئیس تاج نے کیا۔ جس میں علامہ سعد مدنی' حافظ عثمان شاکر' ساجد ربانی' شبیر احمد سلفی' آصف مسعود اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔

28 رمضان المبارک کو مرکزی جامع مسجد اقصیٰ دکھن گھونی میں زیر صدارت مولانا عمر آفاق خطیب مسجد ہذا پروگرام ہوا۔ جس میں مولانا ساجد ربانی' مولانا آصف مسعود نے خطاب کیا اور خصوصی تعاون مسجد ہذا کے یونٹ نے کیا۔

منجانب: سردار شہزاد نیاز۔ ایبٹ آباد

ضرورت سیکورٹی گارڈ وخادم

دارالعلوم محمدیہ لوکو ورکشاپ مغلپورہ لاہور کے لیے دو عدد سیکورٹی گارڈ (ترجیحاً ریٹائرڈ فوجی) اور ایک خادم کی ضرورت ہے۔

رابطہ: عتیق اللہ' ناظم جامعہ ہذا 0321-8147000

0306-4200975 - 0333-4545785

خطبات جمعۃ المبارک پروگرام

محترم جناب حاجی تنویر احمد (السدیس ہوٹل والے) ناظم حلقہ فیروز وٹواں بھلھی کی زیر نگرانی بمقام جامع مسجد ربانی اہل حدیث گاؤں بریار انوالہ' سٹاپ مقبول عثمان ملز خطبات جمعۃ المبارک پروگرامز منعقد ہو رہے ہیں:

31 جولائی..... مولانا سید طیب الرحمٰن شاہ زیدی (اسلام آباد)

7 اگست..... مولانا احمد حسن ساجد

14 اگست..... مولانا پروفیسر عتیق اللہ عمر

21 اگست..... مولانا قاری امانت الرحمٰن عثمانی

28 اگست..... مولانا رانا خلیق خاں پسروری

11 ستمبر..... جناب صاحبزادہ ابوبکر سلطان یزدانی

18 ستمبر..... حضرت مولانا حافظ عبدالباسط شیخوپوری

منجانب: عبدالستار انجم ناظم تحصیل شیخوپورہ

سیلابی آفت

بدوملہی (نمائندہ خصوصی) سیلابی آفت پر قوم اللہ تعالیٰ سے اجتماعی معافی مانگے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے کارکن سیلاب متاثرین کی خدمت کے لیے کمر کس لیں۔ ان خیالات کا اظہار ناظم اعلیٰ پنجاب میاں محمود عباس نے نائب امیر تحصیل نارووال کے ساتھ ٹیلی فون پر گفتگو کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ خدمت خلق اور خصوصاً دکھی انسانیت کے کام آنا بہت بڑی عبادت ہے۔ تمام اہل وطن اور مخیر احباب کو سیلاب زدگان کی ہر ممکن مدد کر کے روحانی خوشی حاصل کرنی چاہیے۔

منجانب: ناصر حکیم بھٹی' نمائندہ خصوصی بدوملہی

مریضوں کی مدد فرمائیں

ہمارے سفید پوش طبقے سے تعلق رکھنے والے چند غریب اہل حدیث بچے بعض عوارض کے باعث علیل ہیں جو مہنگے علاج اور ادویات خریدنے سے بھی قاصر ہیں۔ یہ مدد ان غریب بچوں کے لواحقین کو ان شاء اللہ دی جائے گی۔ احباب بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا!

بذریعہ بنک اکاؤنٹ: 0037-0081-001881-01-2

Bank Al-Habib, Bilal Gang Lahore

بذریعہ منی آرڈر: Muhammad Saleem Chinioti

479/A-2 China Scheem (Gujjar Pura)

Lahore - 0333-4611619

رمضان پروگرامز

مرکزی جمعیت وAYF وASF تحصیل ایبٹ آباد کے زیر اہتمام گلیات کی 20 مساجد میں زیر امارت مولانا الیاس مشتاق اور زیر صدارت مولانا یوسف صاحب اور زیر سرپرستی مولانا آصف مسعود پروگرام کیے گئے۔ پروگرام 3 رمضان المبارک سے لے کر 27 رمضان المبارک تک ہوتے رہے۔ اس میں ناظم کارواں شبیر احمد سلفی' سینئر نائب صدر ASF خیبر پختونخواہ اور عبیدالرحمٰن مدنی صدر ASF خیبر پختونخواہ تھے۔

منجانب: سردار شہزاد نیاز' ASF تحصیل ایبٹ آباد

مولانا عبدالستار عاصم کی مرکز آمد

اسلام ٹی وی اردو (UK) کے چیف ایگزیکٹو مولانا عبدالستار عاصم 26 جولائی بروز اتوار مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ تشریف لائے۔ انہوں نے امیر محترم اور حضرت ناظم اعلیٰ سے ملاقات کی اور جماعتی وباہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ (ادارہ)

فاضل مدرس وشیخ الحدیث کے ضرورتمند

حافظ قرآن' کہنہ مشق' فاضل مدرس کے ضرورتمند برائے تعلیم طلبہ وطالبات درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

رابطہ: 0308-5602830

خطبات جمعۃ المبارک

مولانا عبدالستار انجم شیخوپوری کے آئندہ خطبات جمعۃ المبارک کا شیڈول درج ذیل ہوگا:

31 جولائی کا خطبہ..... جامع مسجد محمدی اہل حدیث ڈیرہ ملیاں قلعہ ستار شاہ ۷ اگست کا خطبہ..... جامع مسجد اہل حدیث ٹپیالہ دوست محمد تحصیل مرید کے ۱۴ اگست کا خطبہ..... جامع مسجد خالد بن ولید اہل حدیث کدلھی موڑ ضلع شیخوپورہ

منجانب: مولانا محمد ارشد ظہیر سینئر نائب ناظم تحصیل شیخوپورہ

فوری ضرورت باورچی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ گلشن راوی لاہور کے لیے ایک تجربہ کار باورچی کی فوری ضرورت ہے جو 60 سے 100 افراد تک کا کھانا پکا سکے۔ جانور ذبح کرنے کا ماہر ہو' رخصت ماہانہ کرے' مطبخ اور سامان مطبخ کی حفاظت وستھرائی رکھ سکے۔ بلا ضرورت واجازت غیر حاضر نہ ہو۔ نماز باجماعت کا پابند ہو۔ حقہ' سگریٹ نوشی' کا عادی نہ ہو۔ بچوں کو کھانا خود تقسیم کر سکے۔ مشاہرہ دیگر تفصیلات ملاقات کے وقت۔

رابطہ: مدیر و مہتمم قاری عزیر احمد' نائب امیر پنجاب

0300-4162886 - 042-37410587

سپاسِ تعزیت

گذشتہ دنوں میری والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات پر جن احباب جماعت نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور بالمشافہ تشریف لائے' ٹیلیفون یا لیٹر کے ذریعے تعزیت کا اظہار کیا' میں ان تمام دوست واحباب کا بے حد شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور میری والدہ محترمہ کی تمام خطاؤں کو معاف فرماتے ہوئے انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین) (منجانب: سعید ساجد' پیسٹنگ انچارج..... ہفت روزہ اہلحدیث لاہور 0307-7026736)

انا للہ وانا الیہ راجعون

قاری عابد مجید مدنی کو صدمہ

قاری عابد مجید مدنی مدرس معہد شرعی جامعہ اسلامیہ جوہر آباد خوشاب کی والدہ محترمہ 27 رمضان المبارک کی شب وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ نیک سیرت' صوم وصلوٰۃ کی پابند وبڑی مہمان نواز تھیں۔ حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی صدر AYF پاکستان' حافظ عمران تبسم صدر اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب نے اظہار تعزیت کیا۔ قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ قاری عابد مجید کا رابطہ نمبر 0301-6061039

منجانب: عطاء الرحمٰن حقانی' ناظم دفتر AYF لاہور

اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل گوجرہ کے صدر ملک محمد ارشد کی چچی جان انتقال کر گئیں۔ جنہیں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد کبوتراں والا قبرستان گوجرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث واہل حدیث یوتھ فورس تحصیل گوجرہ کے عہدیداران مولانا عبدالقادر عثمان' حافظ محمد اسلم جٹ' ملک محمد اسلم آزاد' میاں محمد افضل' محمد سرفراز حسن' حافظ عمران شاکر' حافظ عبدالباسط ودیگر نے مرحومہ کے انتقال پر اظہار تعزیت' دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔

منجانب: محمد سرفراز حسن' ناظم نشر واشاعت تحصیل گوجرہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے رہنما چوہدری عبدالستار رندھاوا کے بیٹے پولیس کانسٹیبل تھانہ نیالا ہور محمد نعیم شہید کی نماز جنازہ شہنائی میرج ہال گوجرہ کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ ناظم مالیات مولانا عدنان افضل نے پڑھائی جس میں سابق ایم این اے چوہدری امجد علی وڑائچ' ایم این اے چوہدری خالد جاوید وڑائچ' ایم پی اے حاجی عبدالقدیر اعوان' مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے عہدیداران' ودیگر شخصیات اور پولیس افسران نے شرکت کی۔ مرحوم کو مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

منجانب: محمد سرفراز حسن ناظم نشر واشاعت تحصیل گوجرہ

سالانہ اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث و AYF سیکٹر ترکھنی بنگلہ کا سالانہ اجلاس 31 مئی 2015ء کو جامعہ اسلامیہ اہل حدیث اڈا ترکھنی بنگلہ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حافظ عبدالعزیز ربانی امیر سیکٹر نے کی۔ ''نھا خطیب'' پروگرام کا اجراء ہوا جس کا مقصد منتخب بچوں میں جذبہ خطابت پیدا کرنا مقصود ہے۔

منجانب: قاری بلال شاد' ناظم سیکٹر ترکھنی بنگلہ

ضرورت قاری

جامعہ مدنیہ اہل حدیث پتوکی شعبہ حفظ میں ایک مستند قاری کی فوری ضرورت ہے جو بچوں کو تجوید کے ساتھ قرآن پاک حفظ وناظرہ کروانے اور ان کی اچھی تربیت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اپنے تعلیمی کوائف کے ساتھ رابطہ کریں۔ مشاہرہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔ رابطہ کے لیے: 0300-4473973

وی پی آ رہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

اکسیر جگر

ورم جگر | ضعف جگر
یرقان | ہیپاٹائیٹس

ان تمام علامات میں مؤثر ومجرب دوا ہے

ایک دفعہ ضرور آزمائیں کورس 3 ماہ

1 1/2 ماہ کھا کر رپورٹ کروا کر دواخانہ پر تشریف لائیں۔

الحافظ دواخانہ

عقب منصورہ' ملتان روڈ لاہور

0333-4344708 - 0343-1428856

ZONG ذونگ

تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ ذونگ کمپنی سے متعلق مسائل کے حل کیلئے بھائی سیف شیخ (سیلز ڈیپارٹمنٹ) سے رابطہ کریں۔ نئے کنکشن اور NET ڈیوائسز کی خریداری کیلئے بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ کمپنی مالکان کیلئے خصوصی رعایت! رابطہ نمبر: 0311-8450786

Saifkaleem@hotmail.com

ذونگ ٹاور۔ ریجنل آفس کوٹ لکھپت لاہور

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ | مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوہر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

ہر شہر' ہر ضلع سے ڈسٹری بیوٹر درکار ہیں

ہماری پروڈکٹ ''ایزی پیپر سوپ'' جو فی زمانہ گھر سے باہر سفر میں' آفس میں' مسجد میں' سکول وکالج میں ہر ایک کی شدید ضرورت بن چکا ہے۔ کی مارکیٹنگ کے لیے ہر شہر سے ڈسٹری بیوٹر رابطہ کریں۔ دس ہزار روپے سے اپنا ذاتی کاروبار شروع کریں اور ماہانہ ہزاروں روپے کمائیں۔ محنتی' ایماندار' کاروباری حضرات رابطہ کریں۔

مینجنگ ڈائریکٹر... قاری حافظ ظفر اقبال

0335/0300-5150317

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

فیضل

مکمل علاج، مکمل خوراک

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

معجون قوتِ اعصاب زعفرانی

33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف

☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن

☆ ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	تج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	الائچی خورد	بیخ کاسنی	شکوفہ اذخر
ورق طلاء	لونگ	مائیں	الائچی کلاں	بیخ عشق پیچہ	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	جڑ مونگے	ترنجبین	مالچھڑ	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	رس کٹوائی	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیضل FOODS ستار پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلیر کالونی فیصل آباد

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

- دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
- دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
- جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
- عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	دروچ عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز زرد
گل بنفشہ	الائچی خورد	کہربا شمی	بہمن سرخ	

ہمدرد دواخانہ کا نسخہ

فیضل FOODS ستار پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلیر کالونی فیصل آباد

الکرم ساؤنڈ سسٹم اینڈ لائٹ ہاؤس

نئے ڈیزائن کی ایل ای ڈی لائٹس دستیاب ہیں۔

ایپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

ناموں کافی ہے

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیا نیں گوجرانوالہ
فون نمبرز 055-4212804,4226706-0300-6430029

گولڈن ساؤنڈ

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (جرمنی)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارمونیٹر اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

امپورٹڈ

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

چوک نیا نیں زوسٹی کالج گوجرانوالہ
0300-6430739
055-4213430

ستار ساؤنڈ سسٹم

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارمونیٹر اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماسٹر مکینک)

حافظ آباد روڈ چوک نیا نیں زوسٹی فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

یاحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاقیوم

جامعۃ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص کا ترجمان

Mujallah Mirpurkhas Sindh
BAHR-UL-ULOOM

ماہی مجلہ بحر العلوم
میرپورخاص سندھ پاکستان
جامعہ کے طلباء کا ترجمان

زیر سرپرستی
محترم محمد اسماعیل میمن صاحب

زیر نگرانی
محترم محمد ہاشم میمن صاحب

مدیر مجلہ افتخار احمد الازہری

قاری القرآن، خطیب ملت، ترجمان اہل حدیث
علامہ قاری حافظ
عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ
کی شخصیت عظیمہ پر

کا خصوصی نمبر

نیٹ قیمت -/250 روپے

برائے رابطہ
0332-2819002

جامع المعقول والمنقول نمبر

ملنے کا پتہ
مکتبہ اسلامیہ لاہور
کراچی، لاہور، فیصل آباد کے تمام اہلحدیث مکتبوں پر دستیاب ہے۔

شائع ہوگیا ہے

شائع کردہ:
جامعہ بحر العلوم السلفیہ و
مرکزی جمعیت اہلحدیث میرپورخاص

منجانب ادارہ سیاسی تعصبات سے پاک تعلیمی تربیتی سائنٹیفک اقامتی ادارہ

جامعہ دار السلام ملتان

خوشخبری

میٹرک پاس طلباء کیلئے سائنٹیفک طریقہ تدریس کے ساتھ 2 سالہ درس نظامی

انصاب 2 سالہ اصول تجوید آخری 2 پارے، حفظ اصول صرف ونحو، اصول تفسیر اصول حدیث، ترجمۃ القرآن مع التفسیر الرحیق المختوم حصن المسلم عربی کا معلم مکالمہ و شرف (صحاح ستہ) بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی شرف اور دیگر مضامین بھی

خصوصیات
- جزیرہ یو پی ایس کی سہولت
- جنریٹر علماء کرام اور فرزندان اسلام کی زیر نگرانی
- امتحانوں میں پوزیشن لینے کی صورت میں خصوصی انعامات
- قیام وطعام، علاج ومعالجہ
- فن خطابت کورس
- کمپیوٹر کورس
- تربیت پر خصوصی توجہ
- سلائی سنٹر
- صاف ستھرا ماحول
- ایئر کنڈیشنڈ کلاس روم
- ثنائی خوانی اور طالبات کیلئے تجوید القرآن کلاس و 2 سالہ عالمہ کورس

نوٹ محدود نشستوں پر داخلہ جاری ہے، داخلہ انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا۔ سرپرست کا ساتھ آنا ضروری ہے

قاری عبدالحق جامی

ایجنسیاں ہاؤس سروے کنڈ روڈ چوک شاہ بوبک ملتان
0301-7407734, 0316-6254153

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

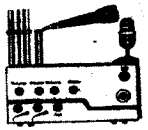

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سکولز و کالجز کے طلباء کیلئے عظیم خوشخبری

سرپرست
حضرت مولانا حافظ عطاء الرحمن عامر صاحب
(ناظم مرکزیہ صلع شیخوپورہ) 0300-4112356

2 سالہ درس نظامی کورس

زیر نگرانی
حضرت مولانا ڈاکٹر محمد صدیق صاحب
(ناظم مرکزیہ صلع شیخوپورہ) 0321-6428024

جامعہ محمدیہ اہل حدیث

مختصر وقت میں زیادہ تعلیم

- مکمل ترجمۃ القرآن معہ مختصر تفسیر
- صحیح بخاری شریف
- صحیح مسلم شریف
- ترمذی شریف
- مشکوٰۃ شریف
- عربی کا معلم مکمل چار حصے
- قرآن پاک کے مشکل صیغوں کا حل
- اصول حدیث
- اصول تفسیر
- اصول فقہ اختصار کے ساتھ

صرف ونحو تسہیل النحو، تمرین النحو، ضیاالنحو، علم النحو، کتاب النحو، علم الصرف، اصول صرف، علم الصیغہ، صفوۃ المصادر، قواعد صرف ونحو

300 احادیث (بخاری و مسلم) مختلف موضوعات پر زبانی یاد

10 شوال سے ان شاء اللہ داخلہ جاری ہے

حضرت مولانا محمد یعقوب صدیقی صاحب
0321-8804947

الحمدللہ! دس سال سے 2 سالہ کورس جاری ہے جس سے فارغ ہونے والے طلباء پاکستان کے مختلف علاقوں میں امام وخطابت اور تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں

مولانا حافظ محمد طیب صدیق صاحب

مولانا حافظ محمد ظہیر محمدی صاحب

شرائط وضوابط

- حافظ قرآن یا مڈل پاس
- شناختی کارڈ اور سرپرست کا ہمراہ ہونا
- علاقے کے امیر یا خطیب کی تصدیق
- اپنا بستر ہمراہ لائیں
- قیام وطعام کا بہترین انتظام
- اور طلباء کیلئے علاج ومعالجہ کی فری سہولت میسر ہے

برائے رابطہ
خادم العلم والعلماء
حافظ امان اللہ محمدی
ناظم جامعہ محمدیہ اہل حدیث رکھ باؤلی مرید کے ضلع شیخوپورہ
0321-8841248
0303-8841248
0302-4335129

سرزمین سرگودھا میں علم و عرفان کی بارش

دورۂ تخصص

علم حدیث کے تشنگان کے لیے خوشخبری

آغاز 10 شوال 1436ھ

اختتام 15 شعبان 1437ھ ان شاء اللہ

ملک بھر میں اپنی نوعیت کی اوّلین کوشش

مدرسین:

علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ
ماہر علم رجال
محقق العصر

حضرت علامہ حافظ ابو یحییٰ نور پوری حفظہ اللہ
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر
محقق العصر

خصوصیات:

1. احادیث کی تخریج و تحقیق
2. اسماء الرجال میں مہارت تامہ
3. اسماء و صفات پر سیر حاصل گفتگو
4. فرق ضالہ کا مدلل تعاقب
5. اختلافی مسائل میں محدثین کرام کے موقف و منہج کی ترجیح و ترجمانی
6. فتنہ انکار حدیث پر کاری ضرب

خواہش مند طلباء جلد رابطہ کریں۔

0300-8558957

0300-5482125

الداعی الی الخیر: **سید محمد سبطین شاہ نقوی**

مدیر: جامعۃ الامام البخاری اہل حدیث سرگودھا

0300-9600128

مرکز ادارۃ الاصلاح رجسٹرڈ کے تحت

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

فون: 042-37410587 موبائل: 0300-4162886

جامع مسجد اقصیٰ، F-79 گلشن راوی، لاہور

مدیر الجامع

محمد عزیر

داخلہ آخر شوال تک جاری رہے گا

خصوصیات

- شہر کے قریب ترین علاقہ
- قیام اللیل کی ترغیب وتحریص
- عصر کے بعد طلبہ کی تفریح کے لیے کھلے پارک
- صاف ستھرا ماحول، کھلی فضا
- قیام وطعام اور علاج معالجے وغیرہ کی سہولت
- طلباء کی اخلاقی تربیت اور اصلاح اعمال
- محنتی اور خوش اخلاق اساتذہ کرام
- درس نظامی کے طلبہ کو ماہانہ وظائف
- تدریسی اوقات کی پابندی اور مطالعہ کتب کی نگرانی
- طلباء سے دلی محبت رکھنے والی انتظامیہ

شعبہ جات

درس نظامی: ابتدائی پانچ کلاسوں کا انتظام نیز عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے

تجوید وقرأت: درس نظامی کی ابتدائی 2 کلاسوں کے ساتھ روایت حفص مکمل کروا کر تجوید کی سند دی جاتی ہے

تحفیظ القرآن: بہترین اساتذہ کی زیر نگرانی میں کسی حافظ کو منزل کی پختگی کے بغیر سند نہیں دی جاتی

ناظرہ قرآن: مقامی بچوں کے لیے مستقل استاد کا انتظام ہے

عصری تعلیم: بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم دینے کے لیے بہترین اساتذہ کا انتظام ہے

فنی تعلیم: مستقبل میں معاش کے پیش نظر طلباء کو الیکٹریشن کے فن کی تربیت دینے کا بھی انتظام ہے

نوٹ: ہر طالب علم داخلے کے لیے اپنے والد/سرپرست کو ہمراہ لائے۔ داخلہ فارم پر کرنے کے بعد داخلہ ملے گا

Weekly AHL- E - HADITH
CPL No 116
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
Head Office: Tell. 042-37729933 Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V: 042-37722876

پاکستان کی عظیم و قدیم مرکزی درسگاہ

زیر سرپرستی
حافظ عبدالرحمن مدنی
محترم عتیق خواجہ حمد سنا

جامعہ لاہور الاسلامیہ

المعروف جامعہ رحمانیہ

زیر نگرانی
شیخ محمد ادریس صاحب
حاجی محمد اسلام صاحب

میں ایم فل علوم اسلامیہ کے بعد

بی ایس علوم اسلامیہ

+ درس نظامی کا شاندار آغاز

داخلہ
شوال ۱۴۳۶ھ کے آخر تک جاری ہے
ان شاء اللہ

نمایاں امتیازات

- وسیع و عریض اور خوبصورت ترین عمارتوں میں تعلیمی خدمات
- جامعہ کے طالبعلم حبیب الرحمن کی امسال مدینہ یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن
- جامعہ ہذا کے درجن بھر طلباء کا مدینہ یونیورسٹی کے ماجستیر میں داخلہ
- قراءات سبعہ و عشرہ کی مکمل معیاری تعلیم • بہترین فرنیچر و کلاس روم
- ہر سال 5 مثالی طلباء کو عمرہ کا ٹکٹ
- ممتاز طلبہ کو ماہوار ۵۰۰ روپے وظیفہ
- ثانویہ کے بعد چار سالہ تعلیم پر کاری منظور شدہ بی اے اور ایم اے کی سند

فضلائے جامعہ ہذا کی ممتاز کارکردگی

- مدینہ یونیورسٹی سے فاضل سیکڑوں قابل وذہین طلبہ
- ملک و بیرون ملک ممتاز فاضل قرائے کرام
- دعوت دین، تدریس وتحقیق اور انتظام وادارہ میں مصروف کار فضلائے جامعہ • ۵۰ سے زائد ڈاکٹرز اور کالجوں میں مصروف تدریس سیکڑوں لیکچرار • میڈیا یعنی انٹرنیٹ ٹی وی چینلز، دینی صحافت میں نمایاں خدمات

نوٹ: ایم فل کے تین سیشن کے بعد چوتھے سیشن کا داخلہ جاری ہے

- مدینہ یونیورسٹی میں پاکستان بھر سے سب سے زیادہ داخلہ • دور حاضر کے بہترین اساتذہ کرام
- خصوصی امتیازات کے ساتھ • مدنی علماء وفضلاء کے زیر نگرانی • علوم نبوت کے رسوخ و فروغ میں سرگرم

علم المناظرہ کے ماہرین اساتذہ کرام

مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ — محترم جناب حضرۃ مولانا یحیٰ عارفی صاحب حفظہ اللہ
محترم جناب حضرۃ مولانا خاور رشید صاحب حفظہ اللہ — محترم جناب حضرۃ مولانا ابو عبداللہ طارق صاحب حفظہ اللہ

مدینہ یونیورسٹی کے فاضل، کئی دہائیوں سے تدریس میں سرگرم بہترین اساتذہ کرام حفظہم اللہ

محمد مصباح سلفی — مولانا زید احمد — محمد شفیق مدنی
عبدالولی حقانی — عبدالرشید توسو — انس مدنی
محمد اسحاق طاہر — محمد اجمل بھٹی — شفیع طاہر

علوم قراءات سبعہ عشرہ کے ممتاز ماہرین اساتذہ کرام

قاری محمد ابراہیم میر محمدی — حمزہ مدنی — عبدالسلام قاری
مصطفیٰ قاری — عارف بشیر قاری

جامعہ لاہور اسلامیہ کی دونوں برانچوں میں کلاسز یکم اگست بروز ہفتہ سے ہوگا نیز حسب سابق فاؤنڈیشن اور کلیہ (بی ایس منظور شدہ سرگودہا یونیورسٹی) کی تمام کلاسز رحمانیہ اور عثمانوی کی کلاسز بیت العتیق میں ہونگی جامعہ کی تمام برانچوں کے شعبہ جات میں داخلہ آخری شوال تک جاری رہے گا ان شاء اللہ

رابطہ
برائے ایم فل 0300-8002329
برائے بی ایس 0323-4247977
برائے ثانویہ 0344-9873770

سحر ٹرانسپورٹ
0300-4553850
0321-6775072
0302-2200009

ڈاکٹر حافظ حسین مدنی : ڈاکٹر حافظ حسن مدنی : ڈاکٹر حافظ انس مدنی : ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی